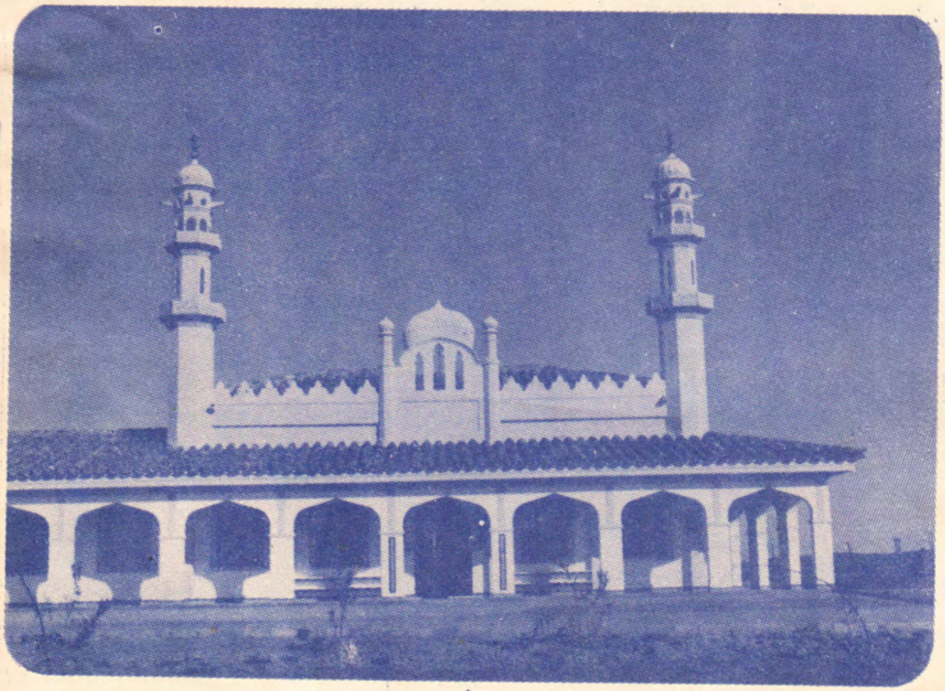
ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ

اخاء ۱۳۶۱ھش / اکتوبر ۱۹۸۲ء

مسجد "بشارت" (سپین)



مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ ۔ (ارشادِ رسولؐ)

ایڈیٹر ــــــــــــ غلام باری سیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ ہجری

اخاء ۱۳۶۱ ہش

اکتوبر ۱۹۸۲ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیران اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت - مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن

کمال یوسف صاحب سکنڈے نیویا

شرح چندہ ماہنامہ "انصار اللہ"

پاکستان ـــــ پندرہ ۱۵/ روپے سالانہ

امریکہ۔کینیڈا جزائر فجی
- بذریعہ ہوائی ڈاک ـــ ایک سو پچاس ۱۵۰/ ، ،
- ، بحری ڈاک ـــ اسی ۸۰/ ، ،

دیگر ممالک
- بذریعہ ہوائی ڈاک ـــ ایک سو ۱۰۰/ ، ،
- ، بحری ڈاک ـــ ساٹھ ۶۰/ ، ،

فہرست مضامین

- اداریہ ص۲
- کلام الامام امام الکلام ص۳
- بیرونی ممالک میں بفضلہ تعالیٰ بیداری کی لہر پیدا ہو رہی ہے ص۹
- دینی معلومات ص۱۱
- جڑے سے رہے پیوستگی (نظم) ص۱۲
- صبر و استقامت ص۱۳
- سوال و جواب ص۱۸
- اتحاد بین المسلمین ص۲۲
- کلیسا اور مغربی محققین ص۲۷
- بلا تبصرہ ص۳۲
- مکتوب ناروے ص۳۴
- مجالس انصار اللہ ضلع لاہور کا اجتماع ص۳۶
- پروگرام پچیسواں سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ ربوہ ص۳۷

اور مرکزی اعلانات (متفرق صفحات)

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: سید عبدالحیٔ

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

کتابت: محمد رفیق احمد ربوہ

قیمت فی پرچہ - ڈیڑھ روپیہ ۱/۵۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۲۳	ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ	شمارہ ۱۰

اخاء ۱۳۶۱ھش

پھر بابِ رحمت وا ہوگیا

۹۲ھ ہجری میں ولید بن عبدالملک اموی کے زمانہ طارق اندلس کے ساحل پر اُترے۔کشتیوں کو آگ دکھا کر سپاہیوں سے یوں مخاطب ہوئے۔آپ کا یہ خطبہ عربی ادب کا شہ پارہ شمار ہوتا ہے۔اُن کے اُس تاریخی معرکۃ الآرا خطبہ کا ترجمہ یہ ہے:۔

"لوگو! فرار کے تمام رستے مسدود ہیں پیچھے سمندر ہے تو سامنے دشمن۔خدا کی قسم وفا اور صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔اس حقیقت کو سمجھ لو کہ اس جزیرہ میں تمہارا حشر یتیموں سے بھی بدتر ہوگا۔دشمن اپنے لاؤ لشکر سمیت تمہارے استقبال کے لئے موجود ہے۔اُن کے پاس اسلحہ کے انبار ہیں جب کہ تمہارے پاس فقط تلوار ہے۔کھانے پینے کا سامان بھی تم نے اُن سے حاصل کرنا ہے۔اگر زیادہ دن یہی کیفیت رہی اور تم نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے سر دھڑ کی بازی نہ لگا دی تو تمہارا رعب جاتا رہے گا۔اور دشمن کو تمہارے خلاف کارروائی پر جرأت ملے گی۔بس ان سرکشوں کا مقابلہ کرو۔اور بد انجام سے محفوظ ہو جاؤ۔وہ قلعوں میں محفوظ ہیں لیکن ان کا سر کرنا مشکل نہیں اگر تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ...." (جواہر الادب جزء ثانی صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۰)

اور پھر تاریخ گواہ ہے کہ یہ حقیقت آشکار ہوئی۔ کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

اس کے بعد خاندان بنی اُمیّہ میں سے ۱۳۸ھ میں عبدالرحمٰن بن معاویہ بھاگ کر اندلس پہنچے اور وہاں سلطنت بنی امیّہ کی بنیاد رکھی۔اسی خاندان میں سے ابوالمظفر مرتضیٰ کے بیٹے عبدالرحمٰن کے عہد میں اُندلس کو علمی اور ثقافتی ترقی نصیب ہوئی۔سلطنت کو استحکام ہوا۔مامون عباسی خلیفہ نے فلسفہ پر مدوّن کُتب منگوا کر اُن کا ترجمہ کروایا۔بڑی بڑی عظیم دانش گاہیں یعنی یونیورسٹیاں

قائم کیں۔ سارے یورپ سے تحصیل علم کیلئے طالب علم یہاں آتے۔ عظیم محلات اور دل کش باغات تعمیر کروائے۔

اور پھر تاریخ کی آنکھ نے دیکھا کہ آپس کی چپقلش اور نفاق کی بدولت ایک دوسرے سے ریشہ دوانیاں شروع ہوئیں۔ اور معتمد کی موت سے سلطنت امویہ کا خاتمہ ہوگیا۔ تسبیح کا دھاگا ٹوٹ گیا۔ موتی بکھر گئے۔ اور اُندلس میں اسلامی حکومت کے زوال کا دَور شروع ہوُا۔ مسجدیں گرجاؤں میں تبدیل کی گئیں۔ مسلمانوں کے خون کی ارزانی ہوئی۔ یونیورسٹیاں اور لائبریریاں تباہ و برباد ہوئیں۔ بادشاہ عبداللہ مُلک بدر ہوُا۔ اور چُن چُن کر مسلمانوں کو ختم کیا گیا ـــــــ تاریخ کا یہ دَور ہمارے لئے آنسوؤں آہوں اور ہچکیوں کا دَور ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب یورپ میں اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے متعلق غلط فہمیاں پھیلائی گئیں تسلسل سے یہ پراپیگنڈا کیا گیا کہ اسلام کی اصل طاقت تلوار ہے ـــــــــــــ

اس کے بعد خدا کی تقدیر کے تحت اسلام کی تکمیلِ اشاعت کا دَور شروع ہوُا۔ ان اعتراضات کا جواب قول اور عمل سے دیا گیا۔ آہستہ آہستہ دلوں کے زنگ دُھلنے لگے۔ خیالات میں تبدیلی ہونا شروع ہوئی۔ دلوں کا تعصب کم ہونا شروع ہوُا ـــــــــ

اُندلس میں بھی حضرت مصلح موعود نے اپنا ایک غریب مجاہد بھیجا۔ سالہا سال تک اس مجاہد نے اہلِ اندلس کی غلط فہمیوں کو دُور کیا۔ اپنے ہاتھوں کی محنت سے اپنا، اپنے بال بچوّں کا پیٹ پالا۔ لٹریچر شائع کیا اور اہلِ اندلس کو یہ باور کروایا کہ اسلام امن، سلامتی کا مذہب ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم بنی نوع انسان کے لئے امن وسلامتی کے پیامبر ہیں۔ اہلِ اُندلس کو یقین دلایا کہ اسلام جنگ وجدل نہیں بلکہ امن وسلامتی کا مذہب ہے۔ اس کا اصل الاصول خدا کی توحید اور بنی نوع انسان کی ہمدردی ہے۔

الحمد للہ ثمّ الحمد للہ کہ اُن کی مساعی رنگ لائی۔ خدا کی تقدیر پوری ہوئی اور آج قریباً آٹھ صدیوں کے خلاء کے بعد سرزمین اُندلس میں خانہ خدا کی تعمیر ہوئی۔ دس ستمبر کو پیدرو آباد میں مسجد بشارت کا افتتاح عمل میں آیا۔ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد کے مبارک عہد میں اس مسجد کی بنیاد پڑی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد سعید میں اس کی تکمیل ہوئی۔ جمعہ کی نماز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی مسجد میں پڑھائی۔

اس تقریب کی کیفیت کا قلم احاطہ کرسکتی ہے نہ کوئی زبان اسے بیان کرسکتی ہے۔

جن آنکھوں کو یہ منظر دیکھنے کا موقعہ مِلا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد میں نمازیوں میں سوز وگداز اور سجدوں میں گریہ کا یہ عالم تھا کہ اہلِ سپین کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ راہ چلتے کھڑے ہوجاتے کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ خدا جانتا ہے وہ کیا خیال کرتے اور سوچتے ہوں گے۔ مومن آج خدا کے حضور اہلِ سپین کے لئے دست بدعا تھے کہ اے العالمین مسجد کے دروازے کھُل گئے ہیں تو ان کے دل کے دریچوں کو بھی قبولِ حق کے لئے کھول دے۔ ان کے دلوں کو اسلام کے نُور سے منوّر کر دے۔ اور یہ آنسو خدا کے حضور شکر کے آنسو بھی تھے کہ خداوند عالم تُونے ہم کمزوروں پر یہ فضل واحسان کیا۔ تُونے یہ کرم کی بارش کی اُندلس میں خانۂ خدا کی تعمیر کی توفیق نصیب ہوئی۔

اَب یہاں سے خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی رسالت کا اعلان ہوگا۔

اے فتّاح، خالقِ ارض وسماء۔ اہلِ اندلس کے دل اسلام کے نُور سے منوّر کر دے اور ان پر اپنے رحم وکرم کے دروازے

کھول دے۔ اسلام کو ختم کرنے والے ہاتھ ان قفلوں کو چابیاں لگائیں جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ڈالے تھے۔

تیری تقدیر پھر پوری ہو۔ دُنیا محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم کو پھر سینہ سے لگائے۔ سرتاج مرسلین کو پھر سر آنکھوں پر بٹھائیں۔ اُن کے دلوں سے حسد و نفرت کی آگ کو محبّت اور رواداری کی بادِ نسیم سے ٹھنڈا کر دے۔

مسجد کی تعمیر سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے کندھوں پر ایک عظیم ذمہ داری ڈالی ہے۔ اسلام کی سربلندی کے لئے مسلسل دُعاؤں، قربانیوں، ایثار، اور عملی نمونہ کی ضرورت ہے۔ بیج بونے کے بعد اس کی قلبہ رانی اور آبپاشی کی جاتی ہے۔ فتح اسلام میں حضرت اقدس فرما چکے ہیں:۔

"سچّائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے، اور وہ آفتاب اپنے پُورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے۔ جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کیلئے نہ کھودیں۔ اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذلّتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔"

خُون کے آنسو

پچھلے دنوں فلسطینی فدائین پر جو گذری۔ اور جس طرح عالمی طاقتوں کی سازش نے انہیں بیروت سے جلاوطن کیا۔ وہ تاریخ فلسطین کا ایک سیاہ باب ہے۔ فلسطینیوں کو جس طرح اُن کے وطن سے نکالا گیا۔ وہ سانحہ بھی کوئی کم نہ تھا۔ اہلِ فلسطین دَر دَر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ وہ کیمپوں میں کسمپرسی کی زندگی گذار رہے تھے کہ اُن پر اسرائیلی فضائیہ نے آگ کی بارش برسائی۔ بچّے یتیم ہوئے۔ عورتوں کے سہاگ اجڑے۔ نوجوانوں کی ہڈیاں ٹینکوں کے نیچے تڑخیں۔ اسرائیل نے طاقت کے نشہ میں ایک آزاد ملک کی آزادی کو کچلا۔ اس کے دارالخلافہ بیروت کی اینٹ سے اینٹ بجائی۔ اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کو بڑی ڈھٹائی سے مسترد کیا۔ اور فلسطینیوں کے خون سے ہولی کھیلتا رہا۔

اسلامی ممالک اور اُن کے سربراہوں نے یہ سب کچھ دیکھا لیکن عملی طور پر وہ بھی فلسطینیوں کی کوئی مدد نہ کرسکے۔ اور اب طاقت کے خمار میں صدر لبنان کی موت پر عیسائی ملیشیا اور یہودی فوج مُسلم بیروت میں داخل ہو کر ہر مسلمان گھرانے کا قتلِ عام کر رہے ہیں۔ فلسطینیوں کی تباہی و بربادی کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ یہ ایک عظیم خطرہ کی نشاندہی کر رہی ہے۔ ہمارے محبوب آقا اور قائد قدرت ثانیہ کے مظہر رابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سپین میں ایک پریس کانفرنس میں فلسطینیوں سے اپنی ہمدردی کا ذکر فرمایا۔ ان کے مقاصد کی تائید و حمایت فرمائی۔ حضور نے فرمایا:۔

" فلسطینیوں کو غیر انسانی ظلم و تشدد کا شکار بنایا گیا ہے " (الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۸۲ء ص۸)

اس سے قبل آغاز خلافت میں ہمارے پیارے امام نے فلسطین کے بارہ میں ایک بیان جاری فرمایا تھا جو الفضل کے تیرہ جون ۱۹۸۲ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

" ہمارے سخت زخمی دلوں کے زخموں میں ایک ایسا زخم بھی ہے جو روز بروز زیادہ بھیانک، زیادہ گہرا اور زیادہ تکلیف دِہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور ہر لمحہ ہمارے دلوں سے خونناب ٹپکا رہا ہے۔ میری مراد اسرائیل کے اُن انتہائی بھیانک اور بہیمانہ مظالم سے ہے۔ جو وہ بڑی بیدردی اور سفاکی کے ساتھ مسلمانانِ عالم پر توڑ رہا ہے۔ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ؒ اپنی زندگی کے آخری ایّام میں اس کا شدید دُکھ محسوس فرمارہے تھے اور اس ذکر اُن کی آنکھیں مجسّم درد بن جاتی تھیں۔

...... مَیں تمام احمدی احباب مَرد و زن، بوڑھوں اور بچّوں کو توجّہ دلاتا ہوں کہ بڑے درد و کرب سے اللہ کے حضور ایک شور مچا دیں کہ وہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف منسوب ہونے والے ہر فرد و بشر پر رحمت اور کرم کی نظر فرمائے۔ اور اپنے آنسوؤں سے سجدہ گاہوں کو تر کر دیں اور اپنے رب کی رحمت کے قدم چوم کر عرض کریں۔ اے آقا رحمٰن رحیم! ہمارے سینے اس غم سے پھٹ رہے ہیں۔ اُمّتِ محمدیّہ سے درگذر اور عفو کا سلوک فرما اور اپنے محبوب محمدؐ کے نام کی برکت سے اُن کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا کر دے۔ اور ان کمزوروں کو دشمنانِ اسلام کے خلاف طاقت اور غلبہ فرما۔ مسلمانوں کے دشمنوں سے ان دردناک مظالم کا انتقام خود اپنے ہاتھ میں لے لے۔ یا پھر یہ عظیم تر معجزہ دکھا کہ دشمنوں کے دل یکسر بدل دے۔ اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ کی اُمّت کا خون بہانے کی بجائے خود اپنے خون سے ان مظالم کا کفّارہ ادا کرنے کی سعادت پائیں۔

مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بیقرار دِلوں کی دُعاؤں کو پایۂ قبولیّت میں جگہ دے گا اور ہمارے سخت زخمی دلوں کے اندمال اور سکینت کا سامان پیدا فرمائے گا۔

اَے خدا! ایسا ہی کر! دیکھ ہم تیرے حضور ذبح ہونے والی قربانیوں کی طرح تڑپ رہے ہیں۔

؎ اے دل تو نیز خاطر اینان نگاه دار ٭ کاخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرم "

(الفضل تیرہ جون ۱۹۸۲ء)

حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ مظلوم فلسطینیوں کے لئے دردِ دل سے دُعا فرمائے۔ غریب فلسطینی ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ وہ ہمارے آقا محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

احادیث میں پیشگوئیاں موجود ہیں کہ ایک دن آئے گا کہ اگر پتھر کے پیچھے بھی یہودی چھپا بیٹھا ہوگا تو پتھر پکارے گا۔ اے مسلمان! یہودی یہاں چھپا بیٹھا ہے۔ آ اس کو ٹھکانے لگا۔ (ترمذی ابواب الفتن)۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک

دن وہ کھونٹا اکھڑے گا جس پر اسرائیل ناچ رہا ہے۔ اس کے حلیف عاجز آئیں گے یا اس کی مدد سے اپنے ہاتھ اٹھائیں گے۔
اَے خدا مظلموں کی نصرت وحمایت فرما۔ ظلم کے ہاتھوں کو بے بس کر دے کہ وہ مجبوروں پر ظلم کرنے سے رُک جائیں۔

"خلیفہ خدا بناتا ہے"

اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور کی آیتِ استخلاف میں خلفائے برحق کی تین علامات بیان فرمائی ہیں:۔
(۱) دین کی تمکنت۔ (۲) خوف کا مبدّل بامن ہونا۔ (۳) اللہ کی عبادت کا ذوق وشوق۔
یہ تینوں نتائج اللہ کے اختیار میں ہیں۔ اور ان کا صدور خلیفہ کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔
ایک اور دلیل جسے ہمارے استاد سلسلہ کے اجلّ عالم باعمل حضرت میر محمد اسحٰق صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ بیان فرمایا کرتے تھے سورۃ بقرہ کی آیت ۲۴۹ ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے طالوت کی قیادتِ حقّہ کی دلیل یہ دی کہ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَکِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔

جب داؤد علیہ السلام کا لشکر اُن کے قائد طالوت کی زیرِ قیادت جالوت سے لڑنے کیلئے روانہ ہُوا تو طالوت علیہ السلام کے برحق قائد اور اُن کی کامیاب قیادت کی دلیل یہ دی کہ تمہارے دلوں میں خدا کی طرف سے سکینت نازل ہو گی۔ کہ آج اس قائد کی قیادت ہمیں کامیابی سے ہمکنار کرائے گی۔ بعینہٖ جیسے کہ خالد بن ولید کی قیادت میں یہ خیال راسخ ہو جاتا تھا کہ آج ہمیں ضرور جیتیں گے۔ حضرت میر صاحب مصری صاحب کے فتنہ کے ایّام میں یہ دلیل حضرت مصلح موعود کے برحق خلیفہ ہونے پر دیتے تھے کہ جس دن انتخاب خلافت تھا کیا تمہارے دلوں کی یہ کیفیّت نہیں تھی کہ کشتی احمدیّت کا ناخدا آج حضرت محمود ہونا چاہیئے؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ایک پَر دو انگلیوں کے درمیان لیا اور اُسے اُلٹ پلٹ کر دکھایا اور فرمایا القلوب بین اصبعی الرحمان یقلّبها حیث یشآ۔ دل خدا کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جیسے چاہتا ہے ان کو بدلتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہوئے یہ فرمایا کرتے تھے اللّٰھم مقلّب القلوب۔ اے پروردگار۔ دلوں کے بدلنے والے۔

اور آج ہم نے دیکھا کہ جسے خدا نے ردائے خلافت پہنائی۔ اس کی قبولیّت اور محبّت دلوں میں پیدا کر دی۔ بڑھا دی۔ اور یہ تبدیلی کسی انسان کے بس میں نہیں۔ آدمی تو بعض اوقات ایک دل کو بھی نہیں بدل سکتا۔ دلوں کی باگ ڈور خدا کے ہاتھ میں ہے اور اُن پر تصرّف اسی خلّاقِ ازل کا ہے۔ اور یہ تصرّف، خدائی فعل اس امر پر دالّ ہے۔ کہ جس نے خلعت پہنائی اس نے دلوں پر تصرّف کیا۔ اور اُنہیں اپنی تخلیق کے قدموں میں ڈال دیا۔

سالانہ اجتماع

امسال انصار اللہ کا سالانہ اجتماع ماہِ نومبر کے آغاز میں ہوگا۔ اس کا پروگرام اسی شمارہ کے ذریعہ پیش خدمت ہے۔ ہمارا یہ اجتماع اتنا بابرکت اور رُوح پرور ہوتا ہے کہ سال بھر کام و دہن اُس کی لذّت سے لُطف اندوز ہوتے ہیں۔ تہجد اور نمازوں کی پابندی۔ پُرسوز دُعاؤں کا ماحول، ذکرِ الٰہی سے معطّر ماحول سال بھر کے پروگرام کا مشورہ۔ سیرت النّبی صلے اللہ علیہ وسلّم اور دینی موضوعات پر مقررین کا خطاب اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی زیارت، آپ کی رفاقت، آپ کے انفاخ قدسیہ سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے ابھی سے تیاری کیجئے۔ رختِ سفر باندھیئے اور ایک بار پھر آئیں اور اس حقیقت کا مصداق بنیئے۔

''یاتون من کلّ فجٍّ عمیق'' کہ خدا جانے پھر ؎ ———

کب آئیں یہ دن اور یہ بہار

ایک اور فدائی رخصت ہُوا

مولانا ابوالخیر محبّ اللہ صاحب والد محترم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیّہ مرکزیّہ بنگلہ دیش ہیں خدا کو پیارے ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن۔

مولانا موصوف سلسلہ کے فدائی۔ تبلیغ کا بے پناہ جذبہ رکھنے والے مربّیِ سلسلہ تھے۔

اُن کی شدید علالت کی خبر موصول ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے امیر صاحب بنگلہ دیش کو بذریعہ تار اُن کے علاج کے بارہ میں خصوصی ہدایات ارسال فرمائیں۔

سِلسِلہ کی تاریخ میں ایسی کئی روشن مثالیں موجود ہیں کہ مجاہد اولاد کو بوقت وصال ماں باپ اور جان سے عزیز اقارب کا مُنہ دیکھنا بھی نصیب نہ ہُوا۔ خدا کی راہ میں یہ آزمائش بھی ایک سعادت ہے۔

حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سِلسِلہ کے اس خادم کا جنازہ غائب "تاریخی مسجد بشارت میں تاریخی موقعہ پر پڑھایا۔ ؎

''ایں سعادت بزورِ بازو نیست''

ہم اس موقعہ پر محترم محمود احمد صاحب صدر مجلس، ان کی والدہ صاحبہ اور آپ کے تمام بھائی بہنوں سے تعزّیت کا اظہار کرتے ہیں۔

کلام الامام امام الکلام

"وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے"

"تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں۔ اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوّتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکوگے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لُطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچّی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دُنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو۔ اُس کی طرف دُنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پُورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اُن کیلئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں۔ اور خدا سے خاص انعام پاویں۔ یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو۔ جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے یہ بیج بڑھے گا اور پھُولے گا۔ اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو آخیر تک صبر کریں گے۔ اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دُنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔"

(الوصیۃ ص ۸،۹)

بیرونی ممالک میں بفضلہٖ تعالیٰ بیداری کی لہر پیدا ہو رہی ہے

ہمیں اپنی ذمہ واری نبھانے کے لئے تیار ہونا چاہیئے

قدرت ثانیہ کے مظہر رابع حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ سال سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ سے بحیثیت صدر مجلس جو اختتامی خطاب فرمایا تھا اس کا ابتدائی حصّہ ماہنامہ انصار اللہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اَب اس کا دوسرا حصّہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ــ (ادارہ)

(مرتبہ: بشیر احمد صاحب اختر۔ شعبہ زودنویسی ربوہ)

"دوسری بات مَیں شعبہ بیرون سے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سال شعبۂ بیرون میں ہمیں بہت ہی نمایاں کامیابیاں عطا ہوئی ہیں۔ اس وقت تفصیل سے جائزہ پڑھنے کا تو وقت نہیں ہے وہ انشاء اللہ شائع کر دیا جائے گا مقابلہ جو ہے ہمارے اپنے پچھلے سالوں سے، وہ اتنا ہے کہ انسان کی رُوح بےحد شکر کے ساتھ خدا کے آستانہ پر جُھک جاتی ہے۔ زمین و آسمان کا فرق پڑ چکا ہے۔ پچھلے ایک سال میں۔ اس کی ایک وجہ تو مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کا دَورہ بھی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بڑی محنت سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

دوسرے عمومی بیداری کی خدا کی طرف سے ایک لہر چل رہی ہے۔ اس میں ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے بشلاً انڈونیشیا کا تو کسی نے دَورہ نہیں کیا تھا، نائیجیریا کا تو کسی نے دَورہ نہیں کیا تھا، مگر ان کی کیفیتیں اتنی بدل گئی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ انڈونیشیا سے جو بجٹ موصول ہُوا ہے بغیر کسی دَورے کے، وہ پاکستانی روپوں میں ڈیڑھ لاکھ کے قریب بنتا ہے اور ان کی ستّر کے قریب مجالس میں سے ابھی صرف چودہ کا بجٹ موصول ہُوا ہے، باقی سب کا موصول ہونے والا ہے۔ تو اس سے آپ اندازہ کریں کہ کس طرح دنیا میں خدا کے فرشتے احمدیت کے دیوانوں کو جگا رہے ہیں، ہشیار کر رہے ہیں اور لائحہ عمل کے نئے میدانوں میں کودنے کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ہم پر بہت بڑی ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔

ایک تو یہ کہ تحریک جدید کا شعبہ انصار کے سپرد جس حد تک ہے اس میں اپنی ذمہ داری کو ادا کریں تاکہ بیرونی دنیا کا حق ادا کر سکیں جس حد تک بھی ہماری توفیق ہو۔

دوسرے دعائیں بہت کریں باہر جانے والوں کے لئے۔ باہر جانے والوں سے مراد یہ ہے کہ جو احمدی ہمارے رشتہ داروں میں، ہمارے عزیزوں میں باہر جاتے ہیں وہ ہمارے ماحول سے نکل کر باہر پہنچتے ہیں اور وہاں احمدیت کے ایمبیسڈر، سفیر بن جاتے ہیں۔ جس حد تک وہ عدم تربیت یافتہ ہوں، اتنے ہی ناقص سفیر بنتے ہیں بلکہ بعض دفعہ منفی سفیر بھی بن جاتے ہیں اور جس حد تک وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت میں رنگین ہوں اس حد تک وہ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور ماں باپ کے لئے رحمتوں کا موجب بنتے ہیں۔ جہاں احمدیت پھیلاتے ہیں اس کا ثواب ان کے اس ماحول کو بھی پہنچتا ہے اور اس مجلس کو بھی پہنچتا ہے جہاں انہوں نے تربیت پائی تھی۔

تو یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو ہم کر سکتے ہیں۔ اپنے تمام عزیزوں کو خط و کتابت کے ذریعے سمجھائیں کہ وہاں نیک نمونہ قائم کرو۔ شرمندگی کا موجب نہ بنانا پاکستان کو۔ خدا نے ہمیں پہلے توفیق عطا فرمائی تھی۔ ہماری ماؤں بہنوں کو توفیق عطا فرمائی تھی کہ اپنے کپڑے دے کے، زیور دے کے، آٹے بیچ کے اور اگر دو، دو آنے بچے تو وہ بھی پیش کر دیئے۔ اس طرح وہ مشن قائم ہوئے ہیں۔ اس کی تاریخ کو دیکھو۔ ان لوگوں کی تاریخ کو دیکھو جنہوں نے اپنی نو بیاہتا بیویوں کو چھوڑ دیا اور آپ بھی بوڑھے ہوئے اور وہ بھی بوڑھی ہو گئیں تب ان ملکوں سے واپس آئے۔ جن کو بلانے کے لئے کرائے تک ہمارے پاس نہیں ہوا کرتے تھے۔ اس پس منظر میں تم وہاں پہنچے ہو۔ تمہاری اپنی کوئی خوبی نہیں ہے۔ یہ تمہارے بڑوں کی قربانیوں کا ثمرہ ہے۔ جو تم کھا رہے ہو۔ اس دولت کے نتیجے میں اندھے نہ ہو جانا اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنا۔ جس کا جو رشتہ دار (انصار اللہ میرے مخاطب ہیں) جہاں جہاں بھی بیرونِ ملک پایا جاتا ہے۔ اس کو خصوصیت کے ساتھ، دَرد کے ساتھ نصیحتوں کے خط لکھنا شروع کرے۔ یہاں آئیں تو ان کو سمجھائے اور دعائیں کرے ان کے لئے۔ بیرونی دنیا میں جو کام بڑھ رہا ہے اس کا ہم پر تقاضا ہے جو میں خاص طور پر آپ سے عرض کرنا چاہتا تھا۔"

سپین سے ایک نِدا

"دعائیں کریں اور اس قدر دعائیں کریں کہ سپین کی مٹی کو اپنے آنسوؤں سے گیلا کر دیں۔ ہر آنسو سے ایک محی الدین ابن عربی اور ہر آنسو سے ایک ابن رُشد پیدا ہو۔

آج ایک محی الدین ابن عربی اور ایک ابن رُشد کی نہیں۔ بلکہ کئی محی الدین ابن عربی اور کئی ابن رُشد کی ضرورت ہے۔ ہم صرف خدا کے حضور میں آنسو بہا سکتے ہیں۔ پس جس قدر ہو سکے آنسو بہائیں اور سپین کی مٹی کو اپنے آنسوؤں سے تر کر دیں۔ اور کوشش کریں کہ آنسوؤں کے ہر قطرہ سے محی الدین ابن عربی اور ابن رُشد پیدا ہوں جو سپین کی تقدیر بدل دیں۔" (الفضل ۲۰ ستمبر ۱۹۸۲ء)

دینی معلومات

(غلام باری سیف)

چار ہوشیار و تجربہ کار :- شعبی کا قول ہے کہ عرب کے ہوشیار و تجربہ کار چار فرد ہیں۔ معاویہ - عمرو بن عاص - مغیرہ بن شعبہ اور زیاد ——— معاویہ بردبار اور حلیم جلد بازی اس میں نہیں۔ عمرو بن عاص مشکلات کے حل میں یکتا۔ مغیرہ فوری درپیش آنے والے امور میں ماہر۔ زیاد چھوٹے موٹے سبھی مسائل میں کمال۔

چار قاضی :- فرمایا قاضی بھی چار ہیں :- عمرؓ - علیؓ - ابن مسعود اور زید بن ثابت۔

قبیصہ بن جابر کہتے ہیں میں حضرت عمرؓ کے ساتھ رہا میں نے اُن سے زیادہ قرآن کو جاننے والا اور دین کی سمجھ رکھنے والا آدمی نہیں دیکھا۔ معاویہ کے ساتھ رہ کر دیکھا اُن سے زیادہ حلیم اور بردبار اور دانا نہیں دیکھا۔ عمرو بن عاص کی صحبت میں رہنے کا مجھے اتفاق ہُوا۔ اُن سے زیادہ صاف اور خالص فرد میں نے نہیں دیکھا۔ مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ رہا ہوں اگر کسی شہر کے آٹھ دروازے ہوں اور اس کے کسی دروازے سے بغیر تدبیر کے کوئی نہ نکل سکتا ہو تو مغیرہ اس شہر کے سبھی دروازوں سے نکل جائیں گے۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۵۶)

ابو ہریرۃ کی دُعا قبول ہوئی :- ابو ہریرۃ دُعا کیا کرتے تھے اللہ میں ساٹھ ہجری کے سر اور بچّوں کی امارت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ چنانچہ انسٹھ ہجری میں معاویہ کے زمانہ میں یہ فوت ہوئے۔ ساٹھ میں یزید تخت نشین ہوئے۔ معاویہ کے عہد میں اُمہات المؤمنین میں سے حضرت حفصہؓ۔ حضرت اُمّ حبیبہؓ۔ حضرت صفیہؓ۔ حضرت میمونہؓ۔ حضرت سودہؓ۔ حضرت جویریہؓ اور حضرت عائشہؓ کا انتقال ہُوا۔ (ایضاً)

چار باتوں کی نصیحت :- فرمانروا سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں سلطنت کی اطراف سے کوئی آدمی آتا تو آپ فرماتے۔ یہ چار باتوں کا خیال رکھنا :-

۱۔ مجھ سے کوئی جھوٹ بات نہ کہنا۔ کیونکہ جھوٹے کی رائے کبھی وقیع نہیں ہوتی۔

۲۔ جو بات نہ پوچھوں اس کا ذکر نہ کرو۔ ورنہ میں جو پوچھنا چاہتا ہوں وہ رہ جائے گا۔

۳۔ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرنا۔ میں تجھ سے زیادہ اپنے آپ کو جانتا ہوں۔

۴۔ رعیّت کے خلاف مجھے نہ اکسانا۔ وہ میری نرمی کے زیادہ محتاج ہیں۔ (تاریخ الخلفا ص۱۶۸)

جڑ سے رہے پیوستگی

(مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب وکالت تبشیر ربوہ)

سرسبز تھی جو پیڑ پہ ۔ نمدار و لچکدار
جب کٹ گئی تو سُوکھ گئی شاخِ ثمردار

ہر برگِ شجر کی ہے نمو بیخِ شجر سے
ہر تار میں ہے زندگی جڑ ہی کے اثر سے

مومن کی بھی یہ حضرتِ اقدس نے دی مثال
جڑ سے رہے پیوستگی ہے اس میں ہی کمال

کٹ کر وہ شاخ ہی کی طرح سوکھ جائیگا
جڑ سے وہ پینے کے لئے کچھ بھی نہ پائے گا

اور جو نظامِ حق پہ ہے آدم کے وقت سے
تشبیہ اُس کی حق نے دی ایسے درخت سے

جس کی جڑیں زمین میں مضبُوط ہو گئیں
اور شاخیں آسمان تک مبسُوط ہو گئیں

اُس کے مقابلے میں جو آئے گا اَے نصیر
جڑ سے اُکھاڑ دے گا اُسے خالقِ قدیر

درس قرآن

صبر و استقامت

مولانا عبدالمالک خانصاحب ناظر اصلاح وارشاد نے سالانہ اجتماع ۱۹۸۱ء کے موقع پر قرآن مجید کا درس دیتے ہوئے فرمایا :-

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ (حٰم سجدہ ع ۴)

ترجمہ :- وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ خدا ہمارا ربّ ہے پھر اس اَمر پر قائم ہوجاتے ہیں کوئی مصیبت ان کو ڈراتی نہیں۔ ان پر فرشتے یہ کلام لے کر نازل ہوتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور نہ اپنے نقصانات پر غم کھاؤ بلکہ خوش رہو اس جنّت پر جس کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے ہم تمہاری ورلی زندگی میں بھی دوست ہیں اور مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی دوست رہیں گے اور تمہیں وہ چیز ملے گی جو تمہارے نفسوں کی خواہش ہے اور جو کچھ مانگو گے وہ ملے گا یعنی رضائے الٰہی کا حصول جو مومنوں کی اصل خواہش ہوتی ہے۔ وہ اعلیٰ اور اکمل طور سے پوری ہو گی۔

اس آیت کریمہ میں جن حقائق کو بیان کیا گیا ہے۔ ان میں پہلی حقیقت یہ ہے کہ انسان کا اپنے ربّ کریم کا زبانی طور پر اقرار کر لینا کہ وہ اس کا ربّ ہے کوئی حقیقت نہیں رکھتا محض زبان کا اقرار بے معنی بات ہے جب تک دل کی عزیمت نہ ہو بلکہ انسان خدا تعالیٰ کی ہستی کو قبول کر کے اس پر ثابت قدم رہے۔ مصائب کی آندھیاں اور طوفان اس کے پائے استقامت کو لغزش نہ دے سکیں۔ کوئی دکھ اور تکلیف اس کے منہ کو خدا سے منحرف نہ کر سکے۔ تب وہ خدا کے انعام کا مورد بن جاتا ہے۔
صحابہ کرامؓ کا نمونہ یہی تھا کہ انہوں نے اپنے ربّ کریم کو دل و جان سے مانا اور متاع ایمان کی حفاظت و آبیاری اپنے اعمالِ صالحہ سے کی اور وہ استقامت دکھائی کہ ان کی استقامت کے آگے پہاڑوں کا وجود بھی ہیچ ہے۔ اپنے خون سے اسلام کے باغ کی آبپاشی کی۔ خدا کی خاطر وہ بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح ہو گئے لیکن اپنے مولیٰ سے منہ نہ موڑا۔

پس اس آیت کریمہ میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ ایمان وہی مقبول ہوتا ہے جس میں استقامت ہو اسی لئے کہا گیا الاستقامۃ فوق الکرامۃ کہ استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔

ہماری جماعت میں استقامت کا نمونہ حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب شہید نے دیکھا حضرت اقدس فرماتے ہیں :-
"یقیناً یاد رکھو کہ ابتلا اور امتحان ایمان کی شرط ہے۔ اس کے بغیر ایمان ایمان کامل ہوتا ہی نہیں

اور کوئی عظیم الشان نعمت بغیر ابتلاء ملتی ہی نہیں ہے .... پس جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو پاوے اسے چاہیئے کہ وہ ہر ایک ابتلاء کے لئے تیار ہو جاوے .... تم نے اس وقت خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ سے تعلق پیدا کیا ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ تم دُکھ دیئے جاؤ۔ تم کو ستایا جاتا ہے۔ گالیاں سُننی پڑتی ہیں۔ قوم اور برادری سے خارج کرنے کی دھمکیاں ملتی ہیں جو جو تکالیف مخالفوں کے خیال میں آسکتی ہیں اس کے دینے کا وہ موقعہ ہاتھ سے نہیں دیتے لیکن اگر تم نے ان تکالیف اور مشکلات اور ان موذیوں کو خدا نہیں بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ کو خدا مانا ہے تو ان تکالیف کے برداشت کرنے آمادہ رہو اور ہر ابتلا اور امتحان میں پورا اُترنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی توفیق اور مدد چاہو۔

پھر فرماتے ہیں :۔

"جو لوگ ان دھمکیوں کی پرواہ کرتے ہیں اور امتحان کے ڈر سے کمزوری ظاہر کرتے ہیں۔ یاد رکھو خدا تعالےٰ کے نزدیک ان کے ایمان کی ایک پیسہ بھی قیمت نہیں کیونکہ وہ ابتلاء کے وقت خدا تعالےٰ سے نہیں انسان سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کی پرواہ نہیں کرتا وہ بالکل ایمان نہیں لایا کیونکہ دھمکی کو اس کے مقابلہ میں وقعت دیتا اور ایمان چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے"

پھر البدر میں یوں لکھا ہے :۔

"ابتلاء کے وقت جو شخص انسان سے ڈرتا ہے اس کی کچھ بھی قیمت نہیں ہوتی۔ وہ دھمکی دینے والے کو گویا اپنا ربّ خیال کرتا ہے اور دوسرے کے خوف سے ایمان چھوڑنے کو تیار ہو جاتا ہے تو اب بتلاؤ کہ کیا ایمان ہُوا"

حضور فرماتے ہیں :۔

"صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی شہادت بھی میری سچائی پر ایک نشان ہے۔ کیونکہ جب سے خدا نے دُنیا کی بنیاد ڈالی ہے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہُوا کہ کوئی شخص دیدہ و دانستہ ایک جھوٹے مکّار مفتری کیلئے اپنی جان دے اور اپنی بیوی کو بیوہ ہونے کی مصیبت میں ڈالے اور اپنے بچّوں کا یتیم ہونا پسند کرے اور اپنے لئے سنگساری کی موت قبول کرے۔ یوں تو صدہا آدمی ظلم کے طور پر قتل کئے جاتے ہیں مگر مَیں جو اس جگہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کی شہادت کو ایک عظیم الشان نشان قرار دیتا ہوں وہ اس وجہ سے نہیں کہ ظلم سے قتل کئے گئے اور شہید کئے گئے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ شہید ہونے کے وقت انہوں نے وہ استقامت دکھائی کہ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں ہو سکتی۔ .... انہوں نے ہر ایک مرتبہ میں یہی جواب دیا کہ مَیں اہل علم ہوں اور زمانہ دیدہ ہوں مَیں نے بصیرت کی راہ سے بیعت کی ہے مَیں

اُس کو تمام دُنیا سے بہتر سمجھتا ہوں اور کئی دن اُن کو حراست میں رکھا گیا اور سخت دُکھ دیا گیا اور ایک بھارا زنجیر ڈالا گیا جو سر سے پاؤں تک تھا اور بار بار سمجھایا اور ترک بعیت پر عزت افزائی کا وعدہ کیا کیونکہ اُن کو ریاست کابل سے پرانے تعلقات اور ریاست میں اُن کے حقوق خدمات تھے مگر انہوں نے بار بار کہا کہ میں دیوانہ نہیں میں نے حق پالیا ہے میں نے بخوبی دیکھ لیا ہے کہ ... آنے والا یہی ہے جس کے ہاتھ پر میں نے بعیت کی ہے تب نومید ہو کر ناک میں اُن کے رسی ڈال کر پابہ زنجیر سنگساری کے میدان میں لے گئے اور سنگسار کرنے سے پہلے پھر امیر نے اُن کو سمجھایا کہ اب بھی وقت ہے کہ آپ بعیت توڑ دیں اور انکار کر دیں تب انہوں نے کہا یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ اب میرا وقت قریب ہے میں دنیا کی زندگی کو دین پر ہرگز مقدم نہیں کروں گا۔ کہتے ہیں کہ ان کی استقامت کو دیکھکر صدہا آدمیوں کے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور ان کے دل کانپ اُٹھے کہ یہ کیسا مضبوط ایمان ہے ایسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا اور بہتوں نے کہا کہ اگر وہ شخص جس سے بعیت کی گئی ہے خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو صاحبزادہ عبداللطیف یہ استقامت ہرگز نہ دکھلا سکتا۔ تب اس مظلوم کو پتھروں کے ساتھ شہید کیا گیا اور اس نے آہ نہ کی اور چالیس دن ان کی لاش پتھروں میں پڑی رہی ....

اب ایمان اور انصاف سے سوچنا چاہیئے کہ جس سلسلہ کا تمام مدار مکر اور فریب اور جھوٹ اور افتراء پر ہو کیا اس سلسلہ کے لوگ ایسی استقامت اور شجاعت دکھلا سکتے ہیں کہ اس راہ میں پتھروں سے کچلا جانا قبول کریں اور اپنے بچوں اور بیوی کی کچھ بھی پروا نہ کریں۔ اور ایسی مردانگی کے ساتھ جان دیں اور بار بار رہائی کا وعدہ بشرط فسخ بعیت دیا جاوے مگر اس راہ کو نہ چھوڑیں۔ اسی طرح شیخ عبدالرحمٰن بھی کابل میں ذبح کیا گیا اور دم نہ مارا اور یہ نہ کہا کہ میں بعیت توڑتا ہوں مجھے چھوڑ دو اور یہی سچے مذہب اور سچے امام کی نشانی ہے کہ جب کسی کو اس کی پوری معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور ایمان کی شیرینی دل و جان میں رچ جاتی ہے تو ایسے لوگ اس راہ میں مرنے سے نہیں ڈرتے ۔"

حضرت اقدس فرماتے ہیں :۔

"شاہزادہ عبداللطیف کے لئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی۔ اب ظالم کا پاداش باقی ہے ـــــ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں۔ زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے ۔

اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا وہ کیا کام کریں گے۔"

آں جواں مرد و حبیب و کردگار ÷ جوہر خود کرد آخر آشکار
صد ہزاراں فرسنخے تا کوئے یار ÷ دشتِ پُرخار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم ÷ ایں بیاباں کرد طے از یک قدم

پھر فرماتے ہیں:۔

"صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے...... اس نے جان دینا گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔ عبداللطیف کہنے کو مارا گیا یا مَر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مَرے گا........ اس کو قسم قسم کے لالچ دیئے گئے کہ اس کا مرتبہ و منصبِ بدستور قائم رہے گا مگر اس نے اس عزّت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی ان کو ہیچ سمجھا یہانتک کہ جان جیسی عزیز شئے کو جو انسان کو ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا بلکہ دین کو مقدم کیا جس کا اس نے خدا تعالےٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ مَیں دین کو دُنیا پر مقدّم رکھوں گا۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"الاستقامۃ فوق الکرامۃ مشہور بات ہے۔ عبداللطیف کے استقلال اور استقامت سے بہت بڑا فائدہ ان لوگوں کو ہوگا جو اس واقعہ پر غور کریں گے چونکہ یہ موت بہت سی زندگیوں کا موجب ہونیوالی ہے اس لئے یہ ایسی موت ہے کہ ہزاروں زندگیاں اس پر قربان ہیں..... یہ ہماری جماعت کے ایمان کو ترقی دینے کا موجب ہوگی۔ اس کے سوا اب یہ خون اُٹھنے لگا ہے اور اس کا اثر پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے جو ایک جماعت کو پیدا کر دے گا۔" (ملفوظات ۲۵۷ ۲۵۹)

پھر فرماتے ہیں:۔

"مَیں ابھی اپنی جماعت میں بُزدلی کو دیکھتا ہوں اور جب تک یہ بُزدلی دُور نہ ہو اور عبداللطیف کا سا ایمان پیدا نہ ہو۔ یقیناً یاد رکھو کہ وہ اس سلسلہ میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ یخادعون اللہ میں داخل ہے۔ مومنوں میں وہ اس وقت داخل ہونگے جب وہ اپنی نسبت یہ یقین کر لیں گے کہ ہم مُردے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب دشمنوں کے مقابلہ پر جاتے تھے وہ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا گھوڑوں پر مُردے سوار ہیں اور وہ سمجھتے تھے کہ اب ہم کو موت ہی اس میدان سے الگ کرے گی۔"

پھر حضور جماعت کے لئے یُوں دُعا فرماتے ہیں:۔

"مَیں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ سب کو اس قسم کا اخلاص اور صدق عطا کرے کہ وہ دین کو دُنیا پر مقدّم کریں اور خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنی جان کو عزیز نہ سمجھیں۔"

غرض استقامت بڑی دولت ہے۔ استقامت ہی کی بدولت تمام گروہ انبیاء ہمیشہ مغلوب و منصور ہوتا چلا آیا ہے۔ اس آیت کریمہ میں دوسری حقیقت یہ بیان ہوئی ہے کہ خدا پر ایمان لاکر جو لوگ استقامت دکھاتے اور اس کے ہو جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تطہیر و تنویر قلوب کی منزلیں طے کر لیتے ہیں اور بعد انشراح صدر کے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی تمام نعمتوں سے متمتع فرماتا ہے۔ محبت و ذوق الٰہی ان کی غذا ہو جاتی ہے۔ مکالمہ الٰہی۔ وحی۔ الہام کشف وغیرہ انعامات الٰہی سے مشرف اور بہرہ مند کئے جاتے ہیں۔ درگاہ رب العزت سے طمانیت و سکینت ان پر اترتی ہے۔ حزن و مایوسی ان کے نزدیک تک نہیں پھٹکتی۔ ہر وقت جذبہ محبت و ولولہ عشق الٰہی میں سرشار رہتے ہیں گویا **لاخوف علیھم ولاھم یحزنون** کے پورے مصداق ہو جاتے ہیں۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کلام الٰہی کے نزول کا دروازہ بند ہو گیا ہے یہ آیت اس کی کھلم کھلا تردید کرتی ہے۔ بلکہ وہ مستقیم الاحوال مومنوں کو یہ شہادت دیتی ہے کہ خدا ان سے کلام کرے گا اور اس غرض کے لئے اپنے فرشتوں کو ان پر بھیجے گا تاکہ ان کو یقین اور ایمان ذات باری پر بڑھ جائے۔ اور انہیں تقویت حاصل ہو کیونکہ جو کلام سُنا ہے۔ یہ بھی ایک طرح رؤیت کے قائم مقام ہے۔

اسلام کا یہ دعویٰ ہی نہیں کہ خدا مومنوں سے کلام کرتا ہے بلکہ تیرہ سو سال سے برابر آج تک مسلمانوں میں ایسے انسان پیدا ہوتے چلے آئے ہیں کہ جن سے خدا نے کلام کیا اور یہ امر تواتر کی حد تک پہنچا ہوا ہے جس کے متعلق شک کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اس زمانہ میں خدا نے حضرت اقدس پر اپنا کلام نازل کیا اور آپ کی قوت قدسیہ کے زیرِ اثر اس جماعت کے ہزاروں مردوں اور عورتوں کو خدا کا کلام سُننا میسر ہوا اور ان کے ایمان کو تقویت حاصل ہوئی۔

آیت کریمہ یہ بھی بتاتی ہے کہ یہ کلام لفظوں میں نازل ہوتا ہے فرشتے آکر بشارتیں دیتے ہیں۔ اور خدا کی طرف سے یہ آواز آکر فرشتے سناتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور یہ کلام اس دنیوی زندگی میں مومن سُنتے ہیں۔

تیسری بڑی حقیقت اس آیت سے یہ ظاہر ہے کہ مذاہب عالم میں یہ شرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس کی پیروی کرنے والا خدا کے کلام سے مشرف کیا جاتا ہے۔ باقی تمام مذاہب اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں۔ کلام الٰہی کا نزول اس امر کی پختہ دلیل ہے کہ درحقیقت اس دُنیا کا خدا موجود ہے۔

" اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دیئے جاؤ۔ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے۔ کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں۔ تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو۔ اور گالیاں سُنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو۔ اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ درجہ پر ہو۔" (کشتی نوح ص۲۳)

سوال وجواب

مرتبہ:۔ مولوی بشیر احمد صاحب اختر ۔ شعبہ زُود نویسی ربوہ

قرآن ایک مفصّل کتاب ہے

حضرت مولانا نورالدین صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں:۔

"لاہور میں ایک شخص مولوی رحیم بخش چینیاں والی مسجد میں رہتے تھے۔ انہوں نے اسلام کی پہلی، دوسری تیسری وغیرہ بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ایک مرتبہ وہ بڑے زور شور کے ساتھ مجھ سے مباحثہ کرنے کے آئے اور آتے ہی کہا کہ قرآن تو مجمل ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کے لئے اور کس کتاب سے مدد لیں؟ مَیں نے کہا کہ قرآن مجمل ہے؟ کہا ہاں۔ مَیں نے کہا خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کِتَابًا مُفَصَّلاً۔ آپ فرماتے ہیں مجمل۔ بس اُٹھ کر چلے گئے۔ اور کہا کہ ساری عمر آپ سے مباحثہ نہ کروں گا۔ چنانچہ پھر ساری عمر مجھ سے بحث نہ کی۔" (مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین صفحہ ۲۳۰)

کافر کو مسلمان بنانا نبیوں کا کام ہے

آپ فرماتے ہیں:۔

"ایک مولوی صاحب نے مجھ سے کہا کہ کافروں کے مسلمان بنانے کو تم احیاء کہتے ہو۔ یہ تو ایک معمولی بات ہے۔ مَیں نے تھوڑے وقفہ سے کہا کہ تمہارے گاؤں میں کوئی کافر ہے۔ کہا ہاں ایک ہندو دکاندار ہے۔ مَیں نے کہا تم مولوی ہو تم نے اب تک کیوں اس کو مسلمان نہیں بنایا؟ کچھ سوچ سوچ کر کہنے لگا کہ واقعی یہ بڑا مشکل کام ہے اور نبیوں ہی کا کام ہے۔" (مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین صفحہ ۲۳۱)

خدا کی شکل و رنگت

آپ فرماتے ہیں:۔

"ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ تمہارے خدا کی کیا شکل اور کیا رنگت ہے؟ مَیں نے کہا تو اوّل یہ

بتا کہ تیری آواز کی کیا شکل ہے؟ تیری قوّت ذائقہ کی کیا صورت ہے؟ تیری بینائی کی کیا رنگت ہے؟ اس نے کہا کم از کم ان کے مقام تو معین ہیں۔ مَیں نے کہا زمانہ کی کوئی جگہ مقرر ہے؟ ایک سیکنڈ کا لاکھواں حصّہ بھی سارے جہان کو اپنی بغل میں لئے بیٹھا ہے۔ زمانہ کی شکل بھی نہیں اور زمانہ بھی موجود ہے اور اس کا کوئی مکان بھی معین نہیں۔ پس ہم ایسی بہت سی مخلوق کو جانتے ہیں جس کی کوئی جگہ مقرر نہیں کر سکتے۔ مخلوق میں جب ایسی مثالیں ہیں تو خدا تو پھر خدا ہے۔" (مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین صـ۲۵۵)

ہستئ باری تعالیٰ کی دلیل

حضرت مولانا نورالدین فرماتے ہیں:-

"ایک وکیل نے مجھ سے دریافت کیا کہ ہستئ باری تعالیٰ کی دلیل کیا ہے؟ مَیں نے کہا تمہاری کوئی جماعت ہے؟ کہا نہیں۔ مَیں نے کہا تم کسی کے ہادی ہو؟ کہا نہیں۔ مَیں نے کہا تم یہ چاہتے ہو کہ جھوٹے مشہور ہو جاؤ۔ کہا نہیں۔ مَیں نے کہا جب تم جیسا لچر آدمی بھی اپنے آپ کو جھوٹا کہلانا پسند نہیں کرتا تو بھلا یہ انبیاء کی تمام جماعت کیسے گوارا کر سکتی تھی کہ وہ جھوٹ بولیں۔ پھر مشرق سے لے کر مغرب تک، شمال سے لے کر جنوب تک اور ہر زمانہ کے نبیؐ متفق ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے مکالمہ کرتا ہے۔" (مرقاۃ الیقین صـ۲۵۶)

مسلمان مکّہ معظّمہ کی پرستش نہیں کرتے

آپ فرماتے ہیں:-

"ایک برہمو نے مجھ سے کہا کہ آپ لوگ مکّہ معظّمہ کی پرستش کرتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ پرستش کے معنی کیا ہیں بتاؤ؟ کہا پوجا۔ مَیں نے کہا پوجا کس کو کہتے ہیں؟ تب اُس نے پرستش کے معنے بتلائے کہ جس میں دھیان ہو، عظمت ہو۔ مَیں نے ایک شخص سے کہا کہ ذرا نماز پڑھو۔ اس نے پڑھی۔ مَیں نے اس برہمو سے دریافت کیا کہ بتاؤ اس میں کوئی مکّہ معظّمہ کا دھیان یا عظمت ہے یا مکّہ سے کوئی دُعا مانگی گئی ہے؟"

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین صـ۲۵۶)

عملِ تسخیر اور قرآن کریم

فرمایا:- "ایک مرتبہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ہم تم کو عمل تسخیر بتائے دیتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ قرآن کریم میں لکھا ہے وَسَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ... یعنی جو کچھ

زمین و آسمان میں ہے ہم نے تمہارا مسخّر بنا دیا ہے۔ اب اس سے زیادہ آپ مجھ کو کیا بتائیں گے؟ سُن کر حیران سا ہو گیا۔" (مرقاۃ الیقین ص۲۳۷)

خدا زمان و مکان سے بالا ہے

فرمایا:۔ "ایک شریر آدمی نے مجھ سے کہا کہ اگر اس زمین سے آسمان تک اور لا انتہا فضا تک سب کو پتھروں سے بھر دیا جائے تو پھر (نعوذ باللہ) تمہارا خدا کہاں جائے گا؟ مَیں نے کہا کہ زمانہ ان سب پر حکومت کرتا ہے یا نہیں۔ مثلاً ایک سیکنڈ تمام فضا اور تمہارے پتھروں پر گزرتا ہے یا نہیں؟ کہا ہاں زمانہ توان پتھروں سے نہیں کچلا جاتا۔ مَیں نے کہا، زمانہ تو خدا تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے۔" (مرقاۃ الیقین ص۲۵۶)

عذابِ جہنّم ذلّت کا باعث ہے

فرمایا:۔ "ایک بڑا آدمی تھا وہ لاہور کا رہنے والا نہیں تھا۔ لاہور میں وہ اور مَیں دونوں باتیں کرتے ہوئے بازار میں ہو کر گزرے۔ اس نے کہا کہ دوزخ کے عذاب کو آپ غیر مقطوع مانتے ہیں؟ مَیں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا پھر تو کوئی خوف کا مقام نہیں کیونکہ ایک نہ ایک دن اس سے نجات تو مل ہی جائے گی۔ یہ گفتگو جس وقت ہوئی تو ہم بازار چوک میں تھے، مَیں نے فوراً جاتے جاتے کھڑے ہو کر جیب میں سے دو روپیہ نکالے اور اس سے کہا یہاں کوئی شخص تمہارا واقف نہیں تم یہ دو روپیہ لو اور مَیں تمہارے سر پر ایک جوت لگاؤں۔ گھبرا کر کہا کہ کہیں مار نہ بیٹھنا مسئلہ میں سمجھ گیا ہوں۔ (مدعا یہ کہ قیامت کے دن جہاں اوّلین و آخرین سب جمع ہوں گے ایک شریف انسان کیسے اپنی ذلّت گوارا کر سکتا ہے)۔" (مرقاۃ الیقین ص۲۶۶)

مَرد اور عورت میں مکمّل مساوات ممکن نہیں

حضرت مولانا نورالدین (خدا آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں:۔

"ایک ڈاکٹر جو کشمیر میں گورنر تھا وہ عورتوں مَردوں کی مساوات کا بڑا ہی قائل تھا۔ وہ ایک خیمہ میں بیٹھا ہُوا عورت مَرد کی مساوات کے متعلق بہت زور دے کر تقریر کر رہا تھا۔ مَیں وہاں اتفاقاً چلا گیا۔ وہ اس وقت تک مجھ کو پہچانتا نہ تھا۔ مَیں نے آہستگی سے پوچھا کہ حضور کا کوئی بیٹا ہے؟ اوّل تو اس کو میرا لباس وغیرہ دیکھ کر تعجب ہُوا کہ یہ کون وحشی سا آدمی ہے جو باقاعدہ انٹروڈیوس (INTRODUCE) ہوئے بدوں مخاطب ہے۔ مگر اس نے آخر کہہ دیا کہ ہاں میرے ایک بیٹا ہے۔ مَیں نے کہا وہ آپ کی بیوی کے

پیٹ سے ہی پیدا ہُوا ہوگا ؟ اَب اس کو اور بھی تعجب ہُوا مگر اس نے کہہ دیا کہ ہاں ۔ مَیں نے بڑی جرأت کے ساتھ فوراً اٹھ کر خوب زور سے اُس کی چھاتیوں کو پکڑ کر مروڑا ۔ مَیں جانتا تھا کہ وہ جسم میں مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہے ۔ اَب تو وہ بہت گھبرایا لیکن میری جرأت کو دیکھ کر حیران بھی تھا ۔ مجھ سے کہا یہ کیا بات ہے ؟ مَیں نے کہا اَب تو آپ کی باری ہوگی کہ بچّہ جنیں ۔ مَیں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ کی چھاتیوں میں دُودھ اُتر آیا یا نہیں اور کچھ بچّہ کا سامان شروع ہے یا نہیں ۔ اس نے اس امیر سے جس کے خیمہ میں آیا ہُوا تھا پوچھا کہ یہ کون ہیں ؟ اس نے کہا کہ یہ بڑے آدمی ہیں ۔ مَیں کیا بتاؤں یہ خود ہی بتا دیں گے ۔ اَب تو وہ اور بھی زیادہ حیران ہُوا ۔ مجھ سے کہنے لگا کہ آپ اپنا نام بتا دیں ۔ مَیں نے کہا کہ ہم فقیر آدمی ہیں جب اس نے باصرار کہا تو مَیں نے کہا کہ میرا نام نورالدین ہے ۔ نام میرا وہ چونکہ خوب جانتا تھا ۔ کہنے لگا کہ آپ تو بڑے عالم ہیں ۔ مَیں نے کہا کہ آپ نے اپنی ساری علمیت کا زور عورت مَرد کی مساوات میں صرف کیا ۔ میری دلیل کا بھی آپ کوئی جواب دے سکتے ہیں ؟ کہا مَیں آپ کی دلیل کا تو کوئی جواب نہیں دے سکتا ۔"

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین صفحہ ۲۲۸-۲۲۹)

اسباب پرستی شرک ہے

حضرت مولانا نورالدین (اللہ آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں :۔

" یہ بھی ایک شرک ہے کہ آدمی ڈپلومے یا سند پر بھروسہ کرے ۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے جو افسر مدارس تھا اور میں بھی پنڈ دادنخان میں مدرّس تھا مجھ سے کسی بات پر کہا کہ آپ کو ڈپلومے کا گھمنڈ ہے ۔ مَیں نے اپنے آدمی سے کہا ڈپلومہ لاؤ جس کو یہ خدا سمجھے ہوئے ہے وہ ہمارے پاس بھی ایک ہے ۔ منگا کر اسی وقت اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۔ وہ آدمی بڑا حیران ہُوا ۔ مجھ سے کہا آپ کو کوئی جوش ہے ؟ ۔ مَیں نے کہا نہیں ۔ کہا کوئی رنج ہے ؟ مَیں نے کہا نہیں ۔ آپ نے اس کو باعثِ غرور و تکبّر موجب روزی سمجھا ہے ۔ مَیں نے اس کو پارہ پارہ کر کے دکھا دیا ہے کہ میرا ان چیزوں پر بحمد اللہ بھروسہ نہیں ۔"

(مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۸۶)

اتحاد بین المسلمین

(مکرم مسعود احمد صاحب خورشید نے یہ مضمون حلقہ خدام الاحمدیہ سوسائٹی کراچی کے اجلاس میں پڑھا)

اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے ۔ یہ پیارا مذہب ہمیں آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنے کی ایسی بے نظیر تعلیم دیتا ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتی ۔ اور وہ بے نظیر تعلیم قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں ہی پائی جاتی ہے ۔ اتحاد سے مُراد محبت ، الفت ، اتفاق یا بھائی چارہ ہے ۔ جس کے بغیر انسان انسان ہی کہلانے کا مستحق نہیں ۔ کیونکہ انسان بھی اُنس یا محبت کی وجہ سے ہی انسان کہلانے کا مستحق ہوتا ہے ۔ آج کے دَور میں انسانوں نے اتنی خود غرضی اختیار کر لی ہے کہ باہمی محبت اور مروت بہت کم دیکھنے میں آتی ہے ۔ سب سے پہلی چیز جو اسلام نے آکر ہمیں سکھلائی وہ آپس میں محبت ، مروّت اور اتفاق و اتحاد ہی ہے ۔ اور آج بھی ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ الودود بنصرہ العزیز پکار پکار کر اور جھنجوڑ جھنجوڑ کر ہمیں اور دُنیا کی تمام قوموں کو یہی درس الفت دے رہے ہیں :-

LOVE FOR ALL HATERD FOR NONE

یعنی سب سے محبت اور نفرت کسی سے بھی نہیں ۔

اور جب ہم اس پیارے ماٹو کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس ماٹو یا مقولہ یا فرمان کی صداقت سورج کی طرح روشن نظر آتی ہے کہ دُنیا میں انسانوں نے محض محبت ، اتفاق اور اتحاد سے ہی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں اور پھر جن قوموں نے اس اُصول کو اپنایا اُن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی محبّت اور کرم سے نوازا ۔ تمام انبیاء علیہم السّلام توحید کی تعلیم کے ساتھ ساتھ محبت پیار اور اتّفاق و اتحاد کی تعلیم دیتے آئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جو بہترین اکمل اور اتم تعلیم دُنیا میں لائے اُس نے ہمیں یہ ارشاد ربّانی سُنایا جو بڑی حکمتوں سے پُر ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ
لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (الانفال آیت ۶۳/۶۴)

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے تجھ کو مومنوں کے ذریعہ اور اپنی مدد کے ذریعہ مضبوط کیا ۔ اور ان کے دلوں کو آپس میں

باندھ دیا (یہاں تک کہ صحابہؓ تیرے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہو گئے۔) اگر تُو جو کچھ بھی زمین میں ہے اُن پر خرچ کر دیتا تو بھی اُن کے دِلوں کو اس طرح باندھ نہیں سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن میں باہمی محبّت اور تیرے ساتھ بھی محبت قائم کر دی وہ یقیناً غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔"

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مومنوں میں اتحاد و اتفاق لازم و ملزوم ہیں اور باہمی محبّت اور الفت محض اللہ تعالیٰ ہی دلوں میں پیدا کرتا ہے۔

محبّت اور اُلفت کن لوگوں کے دِلوں میں پیدا کی جاتی ہے اس کے بارہ میں ہمارا پیارا آسمانی آقا ارشاد فرماتا ہے:-

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ (سورۃ مریم آیت ۹۷)

"یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں (خدائے) رحمٰن اُن کے لئے وُدّ پیدا کرے گا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر متزلزل ایمان لانے والوں یعنی پختہ ایمان لانے والے مومنین اور اعمال صالحہ بجا لانے والے مومنین کے لئے وُدّ کا وعدہ کیا ہے۔

وُدّ کی تشریح حضرت مصلح موعود نے تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر دونوں میں ہی بڑے شاندار الفاظ میں تحریر فرمائی ہے۔ تفسیر صغیر میں حضورؓ فرماتے ہیں:-

"وُدّ اُس محبّت کو کہتے ہیں جو کیلے کی طرح دل میں گڑھی ہوئی ہو۔ پس اس آیت کے معنے عربی زبان کے لحاظ سے یوں بنتے ہیں کہ مومنوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت کیلے کی طرح گاڑ دے گا یا یہ کہ اپنے دل میں مومنوں کی محبّت کیلے کی طرح گاڑ دے گا، یا یہ کہ مومنوں کے دل میں بنی نوع انسان کی محبّت کیلے کی طرح گاڑ دے گا۔ اور اس کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کے دل میں مسلمانوں کی محبت کیلے کی طرح گڑ جائے گی۔ چنانچہ اس کی مثال رومی فتوحات سے ملتی ہے۔ ایک موقعہ پر جب عیسائی لشکر بڑی تعداد میں آگے بڑھا اور مسلمانوں نے سمجھا کہ اَب ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو جو روپیہ مسلمانوں نے ملک کی حفاظت کے لئے ٹیکس کے طور پر وصول کیا تھا وہ سب ملک کے لوگوں کو واپس کر دیا۔ اس کا اثر عیسائیوں اور یہودیوں پر اتنا پڑا کہ وہ روتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کو وداع کرنے گئے اور پادری بھی اور دوسرے لوگ بھی دُعا کرتے جاتے تھے کہ خدا مسلمانوں کو پھر واپس لائے اور یہودی اتنے متاثر تھے کہ وہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم ہم اپنی جانیں دے دیں گے مگر

عیسائی لشکر کو شہر میں داخل نہیں ہونے دیں گے......"

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومنین کا آپس میں اتحاد و اتفاق ضروری ہے جو کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ان کے دلوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔ اسی لئے خدائے رحمٰن نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے احکامات کو صدق دل سے بجالاؤ اور پیار محبّت اور اتفاق سے رہو۔ اور آپس میں تفرقہ ڈال کر پراگندہ مت ہو۔ چنانچہ آیت کریمہ ۱۰۴ سورۂ آل عمران میں ارشاد ربّانی ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ
اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ
بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ
مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور تم سب کے سب اللہ تعالےٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا احسان جو اس نے تم پر کیا ہے یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ جس کے نتیجہ میں تم اُس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔ اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارہ پر تھے مگر اس نے تمہیں اُس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ تمہارے لئے اپنی آیات کو بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ کی رسی سے مُراد خدا تعالیٰ سے مضبوط ذاتی تعلق اور اُس کے احکامات کی پیروی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے مضبوط تعلق اور آپ کے احکام کی پیروی اور خدا تعالےٰ کے زندہ لافانی اور بے مثال پاکیزہ کلام قرآن مجید کی اطاعت ہے۔ اور موجودہ وقت میں اس (حَبل اللہ) سے مراد اطاعت امام بھی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو وقت کے امام کی شناخت کر کے اُس کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اگر مسلمان اس آیت کریمہ کے ارشاد کے مطابق اپنا عمل بنالیں تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں زیر نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالےٰ نے سورہ الحجرات کی آیات کریمہ نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ اور ۱۴ میں اتحاد بین المسلمین کے نہایت ہی شان والے احکام بیان فرما دیئے ہیں۔ اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ کہہ کر تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ اور اس میں انٹرنیشنل یعنی بین الاقوامی اتحاد کے اُصول بیان فرما دیئے ہیں۔ اختصار کرتے ہوئے صرف اُن آیاتِ کریمہ کا ترجمہ پیش کرتا ہوں:۔

"اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن دونوں میں صُلح کرا دو پھر اگر صُلح ہو جانے کے بعد اُن میں سے کوئی ایک دوسرے پر چڑھائی کرے تو سب مل کر اس چڑھائی کرنے والے کے

خلاف جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو عدل کے ساتھ ان (دونوں لڑنے والوں) میں صلح کرا دو اور انصاف کو مدّنظر رکھو اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مومنوں کا رشتہ آپس میں صرف بھائی بھائی کا ہے۔ پس تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان جو آپس میں لڑتے ہوں صُلح کرا دیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے۔ ممکن ہے کہ وہ اُن سے اچھی ہو۔۔۔۔۔"

حضرت مصلح موعود ان آیاتِ کریمہ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں یو۔ این۔ او کا نقشہ کھینچا گیا ہے، افسوس لیگ آف نیشنز نے اس پر پُورا عمل نہ کیا اور ناکام رہی۔ یو۔ این۔ او بھی بزدلی دکھا رہی ہے اور ناکامی کے آثار ہیں۔ جب تک پوری طرح اس آیت میں بتائی ہوئی شرائط پر یو۔ این۔ او عمل نہ کرے گی کامیاب نہ ہوگی۔

حضور نے مزید تشریحات یہ بیان فرمائی ہیں:۔

"(۱)۔ لفظ مومن سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ مومن کا لفظ اس لئے رکھا ہے کہ مسلمان قومیں مسلمانوں کے درمیان ہی فیصلہ کرا سکتی ہیں ورنہ اصُولی طور پر یہ آیت ساری قوموں کے لئے اپنے اندر راہنمائی رکھتی ہے۔

(۲) یعنی صلح کراتے وقت اپنے فوائد سامنے نہ رکھا کرو۔ اصل مسئلہ کا فیصلہ کروا دیا کرو۔ اس بارہ میں صرف ایک مثال ملتی ہے اور وہ امریکہ کی ہے جس نے کوریا اور سویز کے جھگڑوں میں یہ نیک نمونہ دکھایا ہے۔

(۳)۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان لڑنے والی قوموں میں صُلح کراتے وقت اپنا کوئی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کیا کرو۔

(۴)۔ یعنی اگر کبھی اختلاف ہو بھی جائے تو ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اُن کا آپس میں غالب تعلّق اخوّتِ اسلامی کا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جھگڑے اخوّتِ اسلامی کو توڑنے کا باعث نہیں بننے چاہئیں۔"

آج دنیا میں جو مسلمان قومیں آپس میں جنگ کر رہی ہیں یا مسلمان ممالک ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ وہ ان ارشادات ربّانی سے گریز کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ پس اتحاد بین المسلمین کے لئے اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۔ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ حضرت

اقدس بانیٔ سلسلہ اپنی کتاب پیغامِ صلح (صفحہ ۸) پر فرماتے ہیں:۔

"یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دُور نہیں ہوسکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہوسکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے......"

حضور کا الہام ہے رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)

پس میری دُعا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا کرے اور ہم جلد ہی یہ نظارہ دیکھ لیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ۔ (سورہ الصف آیت ۵)

یعنی اللہ تعالیٰ تو اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے رستہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک دیوار ہیں جس کی مضبوطی کے لئے اس پر سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا ہو۔"

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار بنا کر دُنیا میں اسلام کو غلبہ عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی توحید جلد روئے زمین پر پھیل جائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت جھنڈا جلد دُنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا ہو کر لہرانے لگے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی دوم ۸۲ء

مجلس انصار اللہ کے مرکزی امتحان سہ ماہی دوم ۱۹۸۲ء کا نتیجہ مع اسناد کامیابی تمام زعماء و زعماء اعلیٰ کو بذریعہ ڈاک ارسال کیا جا رہا ہے۔ اس امتحان میں معیار اوّل کے ۸۴۹ انصار اور معیار دوم کے ۴۸ یعنی کُل ۸۹۷ انصار نے شمولیت اختیار کی جبکہ گذشتہ سال سہ ماہی دوم کے امتحان میں کُل ۵۰۲ انصار شریک ہوئے تھے۔ اس امتحان میں مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

(۱)۔ مکرم محمد خلیل قریشی صاحب — سکھیکی ضلع گوجرانوالہ — اوّل

(۲)۔ " عبد السمیع صاحب جسّتی — دارالرحمت شرقی الف ربوہ — دوم

(۳)۔ " اخوند فیاض احمد صاحب — لاہور چھاؤنی — سوم

اللہ تعالیٰ اس نمایاں کامیابی کو ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ نیز دُعا ہے کہ اس مرکزی امتحان میں شریک تمام انصار کو اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی کے ساتھ ان کے دل و دماغ کو جِلا بخشے اور ان میں علم کے حصول کے جذبہ کو فزوں تر کرتے ہوئے سب کو دین اور دُنیا میں سرخرو فرمائے۔ آمین۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ایک مطالعاتی سروے

کلیسا اور مغربی محققین

انوار احمد سامانوی لیہ

رومن کیتھولک کلیسا پر حملوں کا آغاز صدہا سال قبل آنجہانی مارٹن لوتھر کی پوپ سے بغاوت اور انجام کار ایک نئے فرقے کی تخلیق سے ہوا تھا۔ کلیسا کے لئے یہ لمحات بڑے المناک تھے جنہوں نے عیسائیت کے در و دیوار کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ لیکن انیسویں صدی کا سائنسی۔ تاریخی اور فکری انقلاب کلیسا پر ایک نئے انداز سے حملہ آور ہوا جو پہلے پروٹسٹنٹ حملے سے کہیں زیادہ ہمہ گیر اور خطرناک نکلا۔ یہ حملہ آزاد خیال محققین اور دہریت نواز مفکرین کی طرف سے جنہوں نے علمی، تحقیقی اور تنقیدی اسلحہ سے لیس ہو کر عیسائیت کے یقین کے قلعے پر بھرپور ضرب لگائی تھی۔ اس ضرب سے جس قسم کا زلزلہ برپا ہوا اور ارتعاشی لہریں بلند ہوئیں اس کی صدائے بازگشت عیسائی علماء کے خیالات سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ انہوں نے لکھا کہ:۔

"جب سائنس کو عروج ہوا تو دہریت نواز علماء نے اپنے علم و فضل پر فخر کرتے ہوئے کتب مقدسہ پر قسم قسم کی نکتہ چینیاں کیں اور کہا کہ یہ تو تواریخی اور عقلی غلطیوں سے پُر ہے۔ ماڈرن ازم کے دلدادہ لوگوں نے عجیب و غریب خیالات کو پیش کر کے ایمانداروں کے ایمان کو متزلزل کرنے کی کوشش کی۔ یورپ کے دہریوں کی تنقید کو پڑھ کر مشرق کے بہت سے غیر مسیحیوں نے بھی (جن میں مسلمان سر فہرست ہیں۔ ناقل) بائبل پر حملوں کی بوچھاڑ کر دی اور یوں سمجھا کہ اَب تو مسیحیت کی عمارت دھم سے زمین پر آ گرے گی۔"

اس اعتراف کے ساتھ عیسائی علماء نے محققین کی علمی کاوشوں کا نام "مسیحیت کے دشمنوں کی کینہ توزی" رکھا اور انہیں اپنے شدید غم و غصّہ کا نشانہ بنایا۔

ان حالات میں کلیسا کے لئے چارہ نہ رہا کہ وہ مسیحیت کی گرتی ہوئی دیوار کو تھامنے کیلئے حل تلاش کرتے۔ بالآخر حل ڈھونڈھ لیا گیا جو یہ تھا کہ محققین کے الزامات کے خلاف جوابی حملہ کر کے انہیں پسپا کیا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے دنیائے عیسائیت کے چوٹی کے منتخب چھبیس علماء کے اشتراک سے ایک مستند کتاب "ہماری کتاب مقدسہ" کے نام سے جسے کلیسا کی خوشنودی اور دُعائیں حاصل تھیں منظر عام پر لائی گئی۔

یہ کتاب اس بڑے مقصد کے لئے تالیف کی گئی تھی کہ مسیحیت کے دشمنوں کی کینہ توزی کے خلاف ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے جو ماڈرن ازم کے باعث کلیساءِ عام میں ہر آن بسُرعت تمام فروغ پا رہے تھے لیکن یہ عجیب طرفہ ہے کہ مؤلفین نے اپنی ساڑھے پانچ سو صفحے کی تالیف میں کسی ایک جگہ بھی محققین کی کتاب کا اصل حوالہ نہیں دیا۔ یہ امر عیسائی علماء کے خوف کی غمازی اور احساسِ کمتری کی نشاندہی کرتا ہے اور کتاب کی افادیت کو کمزور کرنے والا ٹھہرتا ہے اور مؤلفین یہ چاہتے نظر آتے ہیں کہ پڑھنے والے محض اُن کے خیالات پڑھیں اور محققین کے تنقیدی جائزہ سے استفادہ نہ کر سکیں۔ دوسری بات جو ہمارے تجسس کو مزید مہمیز کرتی ہے یہ ہے کہ محققین کے علمِ کلام کا حوالہ نہ دینے کے باوصف یہ کتاب اُسی مواد کو مہیا کر رہی ہے جسے دہریت نواز علماء اور آزاد خیال محققین کے زہریلے اثرات کی تلافی کے لئے بڑے اہتمام سے شائع کیا گیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کلیسا اور محققین کے درمیان بنیادی اور نزاعی مسئلہ کیا ہے؟ کیا اتنا نہیں کہ توریت کے مصنف کی شخصیت کی تاریخی حیثیت کو متحقق کیا جاوے اور توریت کی قدامت پر تاریخی اور سائنسی مواد مہیا کیا جائے۔ اس ضمن میں مؤلفین بھی نویں باب میں خود یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ توریت کا مصنف کون ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں دو خیال ہیں۔ اوّل یہ کہ بائیبل کی پہلی پانچ کتابوں کا اکثر حصّہ موسیٰ کی تصنیف ہے۔ دوم یہ کہ توریت ان تمام دستاویزوں کا مجموعہ ہے جن کی تصنیف موسیٰ کے زمانے سے پہلے شروع ہوئی اور چار سو سال قبل از مسیح تک جاری رہی۔ وہ کہتے ہیں اٹھارویں صدی کے آخر تک پہلی رائے سے کسی نے اختلاف ظاہر نہ کیا۔ لیکن اس کے بعد دوسرا نظریہ منظر عام پر آیا جس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ

" کالجوں اور یونیورسٹیوں کے علماء کے دل میں کچھ اس طرح جاگزیں ہو گیا کہ اگرچہ پہلے نظریہ کے حق میں باقاعدہ ثبوت جمع ہوتے جا رہے ہیں لیکن وہ انہیں قابل قبول نہیں سمجھتے۔" (ص ۱۶۵)

مؤلفین آزاد خیال محققین کے نظرے کی تردید اور تنقیص میں دعویٰ کرتے ہیں کہ موسیٰ نے مصر میں اعلیٰ تعلیم پائی تھی لہذا

" ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ موسیٰؑ ہی توریت کی کتابوں کا مصنف ہے۔" (ص ۱۶۶)

اس کے برعکس محققین کا گروہ تاریخ کے آئینہ میں دیکھ کر یہ انکشاف کرتا ہے کہ جناب! بات یوں نہیں ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ عالمِ انسانیت پر ایسے بھی ادوار آئے ہیں جب نہ قلم تھا نہ لکھنے لکھانے کا تصور۔ لیکن خدا کی تخلیق کا سلسلہ مسلسل جاری و ساری تھا۔ انسان مظاہرِ قدرت کو دیکھتا تھا مگر انہیں قلم بند نہیں کر سکتا تھا۔ پھر دوسرا دور آیا جب انسان کو نطق و بیان بخشا گیا اور شعور کہانیوں میں ڈھل گیا۔ لوگ رات کے وقت آگ کے ارد گرد بیٹھ کر ان عظیم الشان کاموں کو جو خدا نے قدیم زمانہ میں ان کے لئے کئے تھے کہانیوں کی صورت میں بیان کرتے تھے۔ یہی کہانیاں بعد میں فراعنۂ مصر میں نئے انداز میں رائج ہوئیں۔ اور حضرت موسیٰؑ نے انہیں دُنیا کے سامنے کتابی شکل میں پیش کرنے کا کارنامہ انجام دیا تھا۔

محققین کے اس نظریے کی مؤلفین یہ کہہ کر تصدیق کرتے ہیں کہ :

"موسیٰ نے غالباً صرف مترجم کا حق ادا کیا ہے اور قدیم کتابوں کو اپنے زمانے کے لوگوں کے لئے زیادہ آسان اور سلیس زبان میں لکھ دیا۔" (صہ ۱۶۷)

گویا مان لیا گیا کہ پیدائش جو آغاز دنیا کے واقعات کی تاریخی دستاویز ہے موسوی دور سے قبل قلمبند ہو چکی تھی جسے حضرت موسیٰ نے محض زیادہ آسان اور سلیس صورت میں مترجم کی حیثیت سے دوبارہ لکھا۔ اس طرح پیدائش کی تاریخی قدامت کا پتہ چلا اور معلوم ہُوا کہ موسیٰ اس کے مصنف نہیں بلکہ محض مترجم تھے۔ کلیسا کے علماء بھی اس امر کا برملا اظہار کرنے میں دقت محسوس نہیں کر پاتے جو اس امر کا اقرار ہے کہ محققین نے جو نظریہ قائم کیا وہ درست ہے۔

پیدائش کے بعد خروج کی کتاب سامنے آتی ہے۔ درحقیقت یہی کتاب ہے جو موسیٰ کی شرعی الہامی کتاب کہلانے کی مستحق ہے کیونکہ اس کا تاریخی پس منظر وہی ہے جو موسوی عہد سے معنون ہے۔ چنانچہ مولفین بھی خروج کو "خدا کا مکاشفہ" قرار دیتے ہیں۔ مگر آزاد خیال محققین موسوی شریعت کا قوانین ہمروبی سے مقابلہ کرتے اور کہتے ہیں کہ خروج میں مذکور شریعت کے قوانین۔ قوانین ہمروبی کا چربہ ہیں جو ۲۸۲ قوانین کا مجموعہ ہیں اور موسیٰ سے قبل انسانی سوسائٹی کے لئے مدون کئے گئے تھے۔ مؤلفین کتاب کے صفحہ ۱۹۴ میں "ہمروبی اور موسوی قوانین کا موازنہ بہت دلچسپ" قرار دیتے اور دبی زبان سے اس نظرے کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

توریت کی چوتھی کتاب گنتی کے صفحہ ۲۰۵ پر "بنی اسرائیل کا شمار" کے عنوان سے مولفین ایک مشکل معمہ کا شکار ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ :-

بیس برس سے زیادہ عمر کے آدمیوں کی تعداد جو مصر سے نکل کر آئے تھے۔ چھ لاکھ تین ہزار پانچ سو پچاس بمقابلہ خروج ۱۲- ۳۷- ۳۸ درج کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "یہ شمار ناقابل یقین اور غلط ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک مشکل معمہ معلوم ہوتا ہے۔"

کیونکہ - "لاویوں کا شمار بائیس ۲۲ ہزار (۳- ۲۱ - ۳۹) اور پہلوٹھوں کا بائیس ۲۲ ہزار دو۲ سو تہتر (۲۲،۲۷۳) دیا گیا ہے۔ (۳- ۴۳)"

اعداد و شمار کے معمہ کے متعلق توجہ محققین کی دُور بین نگاہ ہی نے دلائی ہے۔ وہ حسابی غلطیوں۔ تاریخی سن و سال کی تضاد بیانیوں کو اپنی تحقیق میں پیش کر کے دریافت کرتے ہیں کہ کیا توریت الہامی کتاب ہو سکتی ہے؟ -

پانچویں کتاب استثناء صہ ۲۰۷ کی ابتداء میں کتاب کے ضمیمہ کا ذکر کیا گیا ہے جس میں "موسیٰ کی موت کا ذکر ہے۔" مؤلفین کہتے ہیں کہ اس دعویٰ سے انکار کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں کیونکہ -

"یہ دعویٰ قطعی طور پر پُرزور الفاظ میں وقت اور جگہ کی تفصیلات کے ساتھ کیا گیا ہے اگر یہ

بیانات دُرست نہ ہوتے تو مصنف (موسیٰ) کو جعل سازی کے الزام سے بری کرنا دشوار ہوتا"۔
مگر مولفین کا استدلال بے دلیل ہے نہ ہی وہ "وقت اور جگہ" کا تاریخی حوالہ پیش کرتے ہیں کیونکہ زندہ موسیٰ مُردہ موسیٰ کے واقعات کو کس طرح توریت کی پانچویں کتاب میں لکھ سکتا تھا۔ یہ معمہ کس حساب سے تاریخی اعتبار سے فِٹ ہوتا نظر نہیں آتا۔ اتنا ہی نہیں استثناء کے بارے میں مولفین نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان کے مطابق کتاب کی الہامی حیثیت مشکوک سے مشکوک تر ہوتی چلی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو لکھا ہے:۔

"ابواب ۳۲ اور ۳۳ (جو موسیٰ کے گیت اور برکات پرمشتمل ہیں) کئی علماء کی نظر میں قابل اعتراض ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابواب کسی اور زمانہ میں کسی مختلف مصنف نے تصنیف کئے تھے۔"

"حوالوں یا اشاروں کا صاف نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تمام واقعہ بہت قدیم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آخری باب کسی اور شخص کی تصنیف ہے۔"

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کتاب موسیٰ کی تصنیف نہیں بلکہ موسیٰ کے زمانہ میں اس کا سرے سے وجود ہی نہیں تھا۔"

"چند دیندار کاہنوں کی ایک جماعت نے اُسے تصنیف کیا۔ یہ لوگ شمالی سلطنت میں جلاوطن تھے۔ انہوں نے قدیم مسوّدوں کی مدد سے اسے مرتب کیا۔ پھر شاید کتاب کھو گئی تھی یا دیدہ دانستہ اسے ہیکل میں چھپا دیا گیا۔ اور جب یوسیاہ بادشاہ نے ہیکل کی صفائی اور مرمت کا حکم دیا تو یہ کتاب حلقیاہ کاہن کو مل گئی۔ یہ کتاب اس مذہبی اصلاح کا باعث تھی جو بعد میں ظہور میں آئی۔"

(۲ سلاطین ابواب ۲۲ — ۲۳)

مذکورہ بالا تمام حوالوں سے بخوبی ظاہر ہے کہ استثناء حضرت موسیٰ کی وفات کے بہت بعد لکھی گئی جسے توریت میں مدغم کر کے موسیٰ کی اپنی تصنیف بنا دیا گیا۔

غرض یہ بائیبل کا وہ سائنٹیفک تجزیہ ہے جس کے ذریعہ آزاد خیال محققین نے کلیسا کے یقین کے قلعے پر دھاوا بولا ہے جن کی رُو سے کلیسیائی عقائد کے مطابق توریت کے متعدد مصنفین قرار پائے اور اس کی الہامی حیثیت کو مخدوش کرتے ہیں۔

ان واقعات اور ترمیمات نے اصل الہامی بائیبل کو بھی متنازعہ بنا دیا ہے۔ اسی لئے آزاد خیال محققین کو یہ کہنے کا بجا طور پر حق حاصل ہُوا کہ "توریت ان تمام دستاویزوں کا مجموعہ ہے جن کی تصنیف موسیٰ کے زمانے سے پہلے شروع ہوئی اور ۴۰۰ سال قبل از مسیح تک جاری رہی"۔ جن کے مصنفین کی تعداد قیاساً درجنوں

بلکہ بیسیوں بنتی ہے۔ اس سانحہ پر یسعیاہ نبی نے کیا خوب فرمایا تھا کہ:۔

"انہوں نے شریعتوں کو عدول کیا۔ قانونوں کو بدلا۔ عہدِ ابدی کو توڑا۔" (یسعیاہ ۲۴/۵)

یرمیاہ نبی تشریف لائے انہوں نے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا اور کہا:۔

"کیونکہ تم نے زندہ خدا رب الافواج ہمارے خدا کے کلام کو بگاڑا ہے۔"

اور آخری فیصلہ قرآن کریم نے سورۃ البقرہ رکوع ۹ آیت ۸۰ میں یہ دیا کہ:۔

"ان لوگوں پر سخت افسوس ہے جو کتاب شریعت کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تا اس ذریعہ سے تھوڑی سی قیمت حاصل کریں۔ پس ان کے لئے سخت افسوس ہے جو کچھ ان کے ہاتھوں نے لکھا اور سخت افسوس ہے جو وہ کماتے ہیں۔"

صف دوم انصار اللہ

صف دوم انصار اللہ کا لائحہ عمل سال رواں کے شروع میں جملہ عہدیداران کی خدمت میں طبع کروا کر ارسال کر دیا گیا تھا۔ اُمید ہے جملہ مجالس اس لائحہ عمل کی روشنی میں اپنے اپنے حالات کے مطابق عمل پیرا ہوں گی۔ سالِ رواں کا دو تہائی گزر چکا ہے۔ مجالس اپنے اپنے ہاں جائزہ لیں کہ سال بھر کے لائحہ عمل میں سے کتنا کام باقی ہے اور اسے پورا کرنے کے لئے کیا کارروائی ہو رہی ہے۔ مرکز یہ توقع رکھتا ہے کہ سال کے اختتام تک لائحہ عمل کی جملہ شقوں پر عمل درآمد ہو جائے گا۔

مندرجہ ذیل امور فوری توجہ کے مستحق ہیں براہ کرم اطلاع فرما کر ممنون فرمائیں۔

ا۔ جن مجالس نے ابھی تک حسبِ ذیل کوائف مرکز کو نہ بھجوائے ہوں وہ جلد ایسے کوائف بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

اراکین کے نام۔ پتہ۔ سن پیدائش۔ سائیکل چلانا جانتے ہیں یا نہیں رکن کے پاس سائیکل ہے یا نہیں۔

ب۔ دوران سال کتنے نئے اراکین انصار اللہ نے سائیکل چلانا سیکھا۔

ج۔ دوران سال کتنے اراکین نے نیا یا پرانا سائیکل خریدا۔

مرزا غلام احمد

نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ

برملا تبصرہ

اٹھارہ لاکھ پونڈ کی گھڑی

عرب شہزادے نے اپنی ولایتی بیگم کے لئے اٹھارہ لاکھ پونڈ کی گھڑی بنوائی۔

" دہلی ۲۶ اگست (جنگ رپورٹ) ایک عرب شہزادے نے اپنی ولایتی بیگم کے لئے کلائی کی ایک ایسی گھڑی خرید کی ہے جس کی قیمت اٹھارہ لاکھ پونڈ بتائی جاتی ہے۔ سوئٹزر لینڈ کی جس گھڑی ساز فرم نے یہ بیش قیمت اور لاثانی تحفہ بنایا ہے۔ اس کے منتظمین کا دعویٰ ہے کہ اس سے زیادہ قیمتی گھڑی کلائی پر باندھنے کے لئے کسی نے آج تک نہیں بنوائی اور نہ آئندہ بنے گی۔ کیونکہ اللے تللے عرب شیخ ہی کر سکتے ہیں جو تیل کی دولت سے مالا مال ہیں.......

کاریگروں نے اس چھوٹی سی گھڑی میں ۱۱۸ ڈائمنڈ فٹ کر رکھے ہیں۔ جن کا وزن ۱۳۰۰ کیرٹ ہے یہ ہیرے اس گھڑی کے ۱۴۰ گرام فریم میں نہایت عمدگی سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس گھڑی کی موٹائی ۱۰۹۴ ملی میٹر ہے اور چوڑائی دو سنٹی میٹر ہے۔

فرم ہذا کے اراکین کا کہنا ہے کہ اس نادر اور انمول گھڑی کی تیاری میں دو برس لگ گئے اور اگر اسے صرف ایک کاریگر تیار کرتا تو اس کے چھ ہزار گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ اس گھڑی کی کارکردگی کے بارے میں فرم کا کہنا ہے کہ اس معاملے میں اس کی کوئی خاصیت نہیں بلکہ یہ ویسا ہی ٹائم دے گی جیسا کہ عام گھڑی دیا کرتی ہے۔

ایک اخباری نمائندے نے جب اس عرب رئیس زادے سے اس زرِ کثیر کے صرف کی وجہ دریافت کی تو اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ...... یہ ہماری محبت کی نشانی ہے۔" (جنگ ۲۹ اگست ۱۹۸۱ء صہ)

ساتھ فوٹو دونوں کا ایسی صورت میں دیا ہے جس کا بیان بھی ناموزوں ہے۔

جہاد کیلئے ایک لازمی شرط

واہ کینٹ سے ایک صاحب نے سوال کیا۔ "مجھے اسرائیل کے خلاف اپنے فلسطینی بھائیوں کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کا جنون کی حد تک شوق ہے۔ کیا اسرائیل کے خلاف لڑنا جہاد فی سبیل اللہ ہے؟ اگر ہے تو پھر مسلمانوں پر وہاں

جانے پر پابندی کیوں ہے ؟ براہِ کرم شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ یہ جہاد ہے یا نہیں ؟ -

مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامعہ اشرفیہ "آپ کے دینی مسائل اور ان کا حل" کے زیرِ عنوان روزنامہ جنگ کے (جمعہ میگزین) مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۸۲ء کے صفحہ ۲۵ پر اس سوال کا یوں جواب دیتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو شہادت کی موت عطا فرمائے۔ آمین۔ فلسطین سے پہلے افغانستان کے مجاہدین کی مدد کے طور پر بھی جہاد فرض ہے جو کہ قریب بھی ہیں۔ مگر امیرالمومنین جب تک اعلان نہ کریں۔ اس وقت تک باضابطہ جہاد ہر ایک پر عملی طور پر فرض نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمام عالم کے مسلمانوں کو متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور سب کو مِل کر جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔"

انصار اور مطالعہ کتاب "خلافت حقہ اسلامیہ"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر نظارت اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے زیرِ اہتمام کتاب "خلافت حقہ اسلامیہ" (جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء کے جلسہ سالانہ کی نہایت اہم تقریر پر مشتمل ہے) بطور مطالعہ و امتحان مقرر کی گئی ہے۔ تمام زعماء و زعماء اعلیٰ اور ناظمین اضلاع کی خدمت میں گزارش ہے کہ سیدنا حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک سے تمام انصار کو بروقت آگاہ فرماویں۔ اور بار بار یاد دہانی بھی کرواتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ انصار اس کتاب کا مطالعہ کرکے امتحان میں شریک ہو سکیں۔

ناخواندہ انصار کو بھی درس کے ذریعہ اس کتاب کا مطالعہ کرایا جائے اور حسبِ پروگرام زبانی امتحان لیکر مرکز کو آگاہ کریں۔

کتاب "خلافتِ حقہ اسلامیہ" کل تیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اور نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ ربوہ سے صرف پچاس پیسے میں دستیاب ہے۔

زعماء کرام کتاب ہذا متعلقہ نظارت سے حاصل کرکے باقاعدہ مطالعہ اور امتحان کی تیاری شروع کرا دیں۔ اور اس سلسلہ میں اپنی کارگزاری کی رپورٹ قیادت تعلیم انصاراللہ مرکزیہ کو بھجوائیں جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

قائد تعلیم
مجلس انصاراللہ مرکزیہ۔ ربوہ

مکتوب ناروے

(مکرم سید محمود احمد صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ)

مجلس انصار اللہ ناروے کا قیام مرکزی ہدایات کے مطابق جنوری ۱۹۸۱ء میں عمل آیا۔ اور اس طرح مجلس انصار اللہ کی کارکردگی مئی ۱۹۸۱ء میں شروع کی گئی۔ مکرم صدر صاحب انصار اللہ مرکزیہ جو ۱۹۸۱ء میں نائب صدر انصار اللہ تھے مئی ۱۹۸۱ء میں یورپ میں مجالس انصار اللہ کی کارکردگی کو تیز کرنے کے لئے دَورہ پر آئے وہ ۲۲ مئی ۱۹۸۱ء کو اوسلو تشریف لائے اور اپنے دو دن کے قیام میں انصار اللہ کی مجموعی کارکردگی کا معائنہ فرما کر معیّن لائنوں پر کام کرنے کی ہدایات فرمائیں۔

سب سے پہلے مجلس انصار اللہ نے مکرم سید کمال یوسف صاحب مبلغ انچارج کی ہدایات کے ماتحت اور ان کی معیت میں اوسلو اور گرد و نواح کے ملحقہ علاقہ میں جہاں جماعت کے دوست رہائش پذیر ہیں۔ احباب جماعت سے رابطہ کی کارروائی شروع کی۔ اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ جماعت کے وہ افراد جو مسجد میں بہت کم آتے ہیں یا ان کا تعلق مسجد اور جماعت سے نہ ہونے کے برابر ہے ان کو جماعت کے ساتھ صحیح تعلق قائم کرنے کی ترغیب دی جائے۔ مجلس انصار اللہ نے کام مختلف ادوار کی صورت میں مکمل کیا۔ بعد ازاں یہ کام مجلس خدام الاحمدیہ نے سنبھال لیا کیونکہ دراصل بڑی تعداد ایسے اصحاب کی خدام پر مشتمل تھی۔ چنانچہ قائد خدام الاحمدیہ نے اس کام کو بأحسن ادا کیا۔

قیادت مال:- انصار اللہ کے مستقل چندہ جات اور تعمیر گیسٹ ہاؤس کے لئے چندہ جات کی بناء پر بجٹ کی تکمیل کی گئی اور باقاعدگی سے ان چندہ جات کی وصولی اور حساب کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ مجلس انصار اللہ کے مستقل چندہ جات کی ۱۹۸۱ء میں سو فیصد وصولی کی گئی فالحمد للہ اور ان چندہ جات میں کوئی انصار بقایادار نہیں۔ گیسٹ ہاؤس کی رقم کا زیادہ حصہ وصول ہو چکا ہے اور اب دو اصحاب کا یہ چندہ ۷۶ کراؤن کی صورت میں بقایا ہے۔ جس کی جلد ادائیگی کا وعدہ ہو چکا ہے۔

تبلیغ و اشاعت:- ۱۹۸۱ کے سال میں خدام الاحمدیہ نے یوم تبلیغ منایا جس میں انصار نے بھی حصہ لیا۔ علاوہ ازیں انصار نے اپنے طور پر بھی انگلش، ڈینش، سویڈش، سپینش، نارویجن زبانوں میں پمفلٹ تقسیم کئے۔
مکرم مبارک احمد صاحب راجپوت مستقل طور پر مکرم سید کمال یوسف صاحب کی معیت میں قرآن کریم انگلش ٹرانسلیشن

کی تقسیم کا بہت مفید کام کر رہے ہیں اس وقت تک ۵۲ کاپیاں قرآن کریم کی یونیورسٹی کے پروفیسرز سٹرز اور دوسرے INTELLECTUALS میں تقسیم کی جاچکی ہیں۔

مکرم نور احمد صاحب بوستان نے جماعت کی تبلیغ اخبارات میں اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کے جوابات دے کر ان کا ازالہ کیا۔ سکولوں میں اسلام کے متعلق لیکچرز دینے کا ذمہ دارانہ اور اہم کام سنبھالا ہوا ہے جس میں وہ ہمہ وقت مشغول رہتے ہیں۔

وقارِ عمل :۔ انصار نے مسجد کی تعمیر و مرمت میں حسب استطاعت حصہ لیا اور اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ مسجد کے اندر باہر مرمت اور اندر مختلف میٹریل سے نئی فٹنگز۔ مکرم عبدالغنی صاحب نے مستقل طور پر اپنی ذمہ داری سمجھ کر اس کام کو مکمل کیا اور مسجد کی ایک خطیر رقم کی بچت کر دی۔ مکرم حنیف صاحب نے ایک عرصہ تک کمروں میں روغن کا کام کر کے اس کو مکمل کر دیا۔ خاکسار اور دوسرے اصحاب نے بھی مختلف اوقات میں حسب استطاعت حصہ لیا۔

تعلیم :۔ انصار کے لئے حضرت اقدس بانی سلسلہ کی تفسیر سورۃ بقرہ کے نصف اول کا مطالعہ بطور کورس مقرر کیا گیا ہے اور ستمبر کے آخر میں امتحان لیا جائے گا۔ اسی طرح بعد میں مناسب RESERVED کے بعد دوسرے ضروری لٹریچر کا انتخاب برائے کورس کیا جایا کرے گا۔

آئندہ اجلاسوں میں انصار اللہ کو عیسائیت کے عقائد کے متعلق واقفیت بحوالہ جات بائیبل اور ان کے مقابلہ میں عقائد احمدیہ کی صداقت سے متعلق حوالہ جات یاد کرائے جائیں گے تا عام عیسائی کو اس کے موجودہ عقائد کی تغلیط سمجھانے میں ضروری واقفیت مجلس انصار اللہ کو حاصل ہو۔

سالانہ اجتماع انصار اللہ ضلع بدین

سالانہ اجتماع انصار اللہ ضلع بدین مورخہ ۹/۱۰ ستمبر بدین شہر میں منعقد ہوا۔ جس کا افتتاح ۹ ستمبر بعد نماز عصر مرکزی نمائندے محترم مولانا غلام باری صاحب سیف نے فرمایا۔ افتتاحی خطاب میں محترم مولانا صاحب نے انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اجتماع میں مختلف علمی اور تربیتی تقاریر کے ساتھ ساتھ انصار کے علمی اور ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ اجتماع کی کارروائی ۱۰ ستمبر کو ۱۲ بجے تقسیم انعامات اور اختتامی خطاب کے ساتھ ختم ہوئی جو مکرم محمد انور صاحب نسیم مربی سلسلہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اجتماع ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ اجتماع کو کامیاب بنانے میں مکرم سمیع اللہ صاحب قمر مربی سلسلہ نے بھرپور تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔

(مرتبہ مکرم مہر منیر احمد صاحب ناظم ضلع بدین)

مجالسِ انصار اللہ ضلع لاہور کا اجتماع

(مرتبہ: عبدالخالق صاحب نائب قائد مال)

مجالسِ انصار اللہ ضلع لاہور کا اجتماع مورخہ ۱۳ ؍ ۸۲ بعد نماز جمعہ "دارالذکر" میں شروع ہوا۔ صدارت کے فرائض محترم چوہدری شبیر احمد صاحب نے انجام دیئے۔ تلاوت اور عہد کے بعد محترم مولوی عبداللطیف صاحب ستکوہی نے ملفوظات حضرت اقدس کا درس دیا۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل اصحاب نے تلقین عمل کے طور پر اجتماع سے خطاب فرمایا۔ (۱) محترم مولانا منیرالدین احمد صاحب مربی سلسلہ۔ (۲) مکرم بشیرالدین صاحب معلم اصلاح وارشاد۔ (۳) مکرم مولانا عبدالسلام صاحب طاہر مربی سلسلہ۔ اس کے بعد خاکسار نے تعمیر گیسٹ ہاؤس کے سلسلہ میں تحریک کی۔ اور محترم صدر صاحب مجلس مرکزیہ کا سرکلر لیٹر پڑھ کر سنایا۔ اور انصار اللہ کو گیسٹ ہاؤس میں وعدہ جات پیش کرنے کی تحریک کی۔ اس موقع پر تین صد روپے کے کل ۳۶ وعدہ جات مجالس ضلع لاہور نے پیش کئے۔ جن کی مجموعی رقم ۱۰۸۰۰/- روپے بنتی ہے۔ اس موقع پر چار انصار نے ۱۲۰۰/- روپے کی نقد ادائیگی فرمادی جزاہ اللہ تعالیٰ۔

اس کے علاوہ مجالس کو تدریجی بجٹ پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ مجالس نے بروقت بجٹ پورا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے مجالس حلقہ دہلی گیٹ اور اسلامیہ پارک جہاں نئے زعماء اعلیٰ کا تقرر ہوا ہے۔ بڑی تیزی سے وصولی فرما رہے ہیں۔ کتب "ڈاکٹر عبدالسلام" اور "سنسکرت ٹریسیڈ ٹو عربک" احباب کو خریدنے کی تحریک کی اور دونوں کتب کا مختصر تعارف بھی کروایا۔

اجتماع میں زعماء نے اپنی اپنی زعامت علیا کی کارکردگی رپورٹیں بھی پیش کیں۔ آخر میں محترم چوہدری شبیر احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ سب سے پہلے آپ نے صحابہ کی مثال دیتے ہوئے نظم وضبط کی طرف توجہ دلائی۔ اور بعد میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطبہ کا حوالہ دیتے ہوئے جو حضور نے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے ارشاد فرمایا تھا۔ انصار سے توقع وابستہ فرمائی کہ ہم خلیفۂ وقت سے جو قیمتی باتیں سنیں وہ اپنے دیگر بھائیوں تک پہنچانے کی عادت ڈالیں۔ اس لئے اپنی اپنی مجالس میں جاکر ان نیک باتوں کو بیان کیا جائے۔ اس اجتماع میں حاضری قریبًا پونے دوصد کے قریب تھی۔ اس کی تلافی کے لئے ضلعی مجلس نے ارادہ ظاہر کیا ہے۔ کہ اب مجالس ضلع لاہور کا دوبارہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ اکتوبر میں ہوگا۔

محترم چوہدری شبیر احمد صاحب نے اپنے خطاب سے قبل حسنِ کارکردگی میں اوّل، دوم، سوم آنے والی مجالس کو انعامات تقسیم کئے۔ اجلاس کے آخر میں محترم مولوی عبداللطیف صاحب ستکوہی نے دوبارہ عہد دوہرایا۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب اجلاس نے دعا کروائی۔ اور اجلاس بخیروخوبی انجام پذیر ہوا۔

پروگرام پچیسواں ۲۵ سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

منعقدہ ۵-۶-۷ نبوت ۱۳۶۱ ہش مطابق ۵-۶-۷ نومبر ۱۹۸۲ء

۵ نبوت ۱۳۶۱ ہش / نومبر ۱۹۸۲ء بروز جمعۃ المبارک

(اجلاس اوّل)

۳۰-۳ تا ۴۰-۳ شام	تلاوت قرآن کریم (نحن انصار اللہ)	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۴۰-۳ تا	دُعا۔ عہد۔	
۴۵-۳ تا ۵۵-۳	نظم (حمد وثنا)	مکرم مبارک احمد صاحب تالپور
۵۵-۳ تا	افتتاحی خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی جائے گی۔	
۴۵ منٹ	ورزشی و تفریحی مقابلہ جات۔ زیرِ انتظام قائد صاحب صحت جسمانی۔	

وقفہ برائے نمازِ مغرب وعشاء و طعام

(اجلاس دوم)

۳۰-۷ تا ۴۰-۷	تلاوت قرآن کریم (ربنا ھب لنا من ازواجنا)	مکرم قاری محمد عاشق صاحب
۴۰-۷ تا ۵۰-۷	نظم (وہ پیشوا ہمارا)	مکرم محمد اسلم صاحب صابر
۵۰-۷ تا ۰۵-۸	درس قرآن کریم (سورۃ نصر)	مکرم مرزا انس احمد صاحب
۰۵-۸ تا ۲۰-۸	درس حدیث (تربیت اولاد)	" مولوی محمد احمد صاحب جلیل
۲۰-۸ تا ۳۰-۸	درس ملفوظات (استغفار کی اہمیت)	" چوہدری شبیر احمد صاحب
۲۰-۸ تا ۴۵-۸	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (اگلی نسلوں کی تربیت)	" مولوی نسیم سیفی صاحب
۴۵-۸ تا ۰۰-۹	سیرت حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ (نئی نسل کی تربیت)	" مولوی مسعود احمد صاحب جہلمی
۰۰-۹ تا ۳۰-۱۰	نمائش تصاویر	زیرِ اہتمام قیادت اصلاح وارشاد

شب بخیر

۶ر نبوت/نومبر ۱۳۶۱ہش/۱۹۸۲ء بروز ہفتہ

۴–۱۵ تا ۵–۰۰	نمازِ تہجد	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۵–۰۰ تا ۵–۳۵	نمازِ فجر	

اجلاس سوم

۵–۳۵ تا ۵–۵۰	درس قرآن مجید (سورۃ کوثر۔ نماز باجماعت)۔	مکرم مولوی چراغ دین صاحب
۵–۵۰ تا ۶–۰۵	درس حدیث (نماز باجماعت کی اہمیت)	" ملک سیف الرحمٰن صاحب
۶–۰۵ تا ۶–۲۰	درس ملفوظات (نماز باجماعت کی ضرورت و فوائد)	" مولوی اللہ بخش صاحب صادق
۶–۲۰ تا ۶–۲۵	وقفہ برائے اعلانات	
۶–۲۵ تا ۶–۴۰	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (حضورؐ کی دعائیں)	مکرم سید احمد علی شاہ صاحب
۶–۴۰ تا ۶–۵۵	" " " " (حضورؐ کے تبلیغی خطوط)	" مولوی محمد شفیع صاحب اشرف
۶–۵۵ تا ۷–۱۰	" " " " (حضورؐ کے تبلیغی وفود)	" مولوی غلام باری صاحب سیف
۷–۱۰ تا ۸–۴۵	وقفہ برائے ناشتہ	

اجلاس چہارم

۸–۴۵ تا ۸–۵۳	تلاوت قرآن مجید (وعد اللہ الذین اٰمنوا)	مکرم محمد اسلم صاحب صابر
۸–۵۳ تا ۹–۰۰	نظم (خلافت کے بارہ میں از کلام محمود)	" مولوی عبدالعزیز صاحب
۹–۰۰ تا ۹–۱۵	سیرت صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حصولِ علم کا شوق)	" مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر
۹–۱۵ تا ۹–۳۵	خلیفہ خدا بناتا ہے	" مولانا عبدالمالک خانصاحب
۹–۳۵ تا ۹–۵۵	خلافتِ ثالثہ کی تحریکات	" مولوی سلطان محمود صاحب انور
۵ منٹ	وقفہ برائے اعلانات	
۱۰–۰۰ تا ۱۱–۰۰	"ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار"	زیرِ اہتمام مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مقامی۔ چار نومبائعین الٰہی رہنمائی کی بنیاد پر قبول احمدیت کے واقعات بیان کریں گے۔
۱۱–۰۰ تا ۱۲–۵۰	مجلس شوریٰ و رپورٹس از قائدین کرام صدر محترم	
۱۲–۵۰ تا ۳–۰۰	وقفہ برائے طعام و نماز ظہر و عصر	

(اجلاس پنجم)

وقت	پروگرام	
۳-۰۰ تا ۳-۰۸	تلاوتِ قرآنِ مجید (ادع الی سبیل ربک)	مکرم قاری عاشق حسین صاحب
۳-۰۸ تا ۳-۱۵	نظم (آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے)	" حکیم نذیر احمد صاحب
۳-۱۵ تا ۳-۳۰	درس قرآن کریم (وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر)	" محمد اسماعیل صاحب منیر
۳-۳۰ تا ۳-۵۰	سیرت حضرت سیدنا مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ	" مولوی دوست محمد صاحب شاہد
۳-۵۰ تا ۴-۰۵	سیرت صحابہ صوبہ سرحد	" آدم خانصاحب مردان
۴-۰۵ تا ۴-۲۵	سیرت حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحب	" وقیع الزمان خانصاحب
۴-۲۵ تا ۵-۰۵	(ا)۔ اجلاس قائدین مجلس عاملہ مرکزیہ وناظمین وزعما اعلیٰ۔ زیر اہتمام قائد عمومی	
	(ب)۔ تفریحی وورزشی مقابلہ جات	زیر اہتمام قائد صحت جسمانی

وقفہ برائے نماز مغرب وعشا وطعام

(اجلاس ششم)

وقت	پروگرام	
۷-۳۰ تا ۷-۳۸ شب	تلاوت قرآن مجید (نزلا من غفور رحیم)	مکرم محمد اسلم صاحب صابر
۷-۳۸ تا ۷-۴۵	نظم (تعریف کے قابل ہیں یارب.....)	" مبارک احمد صاحب تالپور
۷-۴۵ تا ۸-۰۵	انصار اللہ کی عالمی ذمہ داریاں	" مرزا خورشید احمد صاحب
۸-۰۵ تا ۸-۲۰	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا دورہ مغرب	" مسعود احمد خانصاحب دہلوی
۸-۲۰ تا ۱۰-۳۰	تقریری مقابلہ	زیر اہتمام قائد صاحب تعلیم

عنوانات — منصفین

(۱) خلیفہ خدا بناتا ہے
(۲)۔ اسلام کا عالمگیر غلبہ
(۳)۔ نماز باجماعت
(۴)۔ تبلیغ ہمارا فرض ہے

منصفین:
مکرم صوفی محمد اسحٰق صاحب
" محمد شفیع صاحب اشرف
" اللہ بخش صاحب صادق

شب بخیر

۷ نبوت ۱۳۶۱ ہش / نومبر ۱۹۸۲ء بروز اتوار

وقت	پروگرام	
۴-۱۵ تا ۵-۰۰	نماز تہجد	مکرم صوفی غلام محمد صاحب
۵-۰۰ تا ۵-۳۵	نماز فجر	" " " "

اجلاس ہفتم

[illegible] تا ۵۰-۵	درس قرآن مجید (چودھویں صدی میں امام مہدی کی آمد)	مکرم مولانا عبدالمالک خانصاحب
۵۰-۵ تا ۰۵-۶	درس حدیث (" " " " ")	" مولانا عزیز الرحمٰن صاحب
۰۵-۶ تا ۲۰-۶	درس ملفوظات (" " " " ")	" مرزا عبدالحق صاحب
۲۰-۶ تا ۳۵-۶	سپین میں اسلام کا دورِ اوّل و ثانی	" مسعود احمد خانصاحب دہلوی
۳۵-۶ تا ۵۰-۶	احمدیت کا مستقبل اور ہمارے فرائض	" شیخ محمد حنیف صاحب
۵۰-۶ تا ۳۵-۷	ذکر حبیب	زیر اہتمام قائد صاحب تعلیم

(۱) مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی کا مقالہ
(۲) بعض صحابہ کا تعارف اور حضور کی باتیں ان کی زبانی۔

۳۵-۷ تا ۴۵-۸	وقفہ برائے ناشتہ

اجلاس ہشتم

۴۵-۸ تا ۵۳-۸	تلاوتِ قرآن مجید (ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ)	مکرم قاری محمد عاشق صاحب
۵۳-۸ تا ۰۰-۹	نظم (نورِ فرقاں ہے .....)	" رانا محمد یوسف صاحب
۰۰-۹ تا ۰۰-۱۰	مجلس سوال و جواب	(زیر اہتمام قائد صاحب اصلاح و ارشاد)

مجیب حضرات :- (۱) مکرم مولانا عبدالمالک خانصاحب
(۲) " ملک سیف الرحمٰن صاحب
(۳) " مولانا دوست محمد صاحب شاہد
(۴) " ڈاکٹر نصیر احمد خانصاحب
(۵) " مجیب الرحمٰن صاحب

۰۰-۱۰ تا ۱۵-۱۱	خطاب صدر	صدر محترم
۱۵-۱۱ تا ۲۲-۱۱	تلاوت قرآن مجید (انا فتحنا لک فتحاً مبیناً)	مکرم حافظ مسعود احمد صاحب
۲۲-۱۱ تا ۳۰-۱۱	نظم (آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج)	" چوہدری شبیر احمد صاحب
۳۰-۱۱ تا ۴۰-۱۱		" ثاقب زیروی صاحب
۴۰-۱۱ تا	تقسیم انعامات و اسناد خوشنودی۔ خطاب۔ عہد۔ دعا۔	حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"یہ روشنی دائمی ہوگی"

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"ہسپانیہ ایک ایسا ملک ہے جس نے اسلام کی ایک دفعہ پہلے بھی روشنی دیکھی تھی۔ لیکن اس وقت اس کی روشنی جنگ کے ذریعہ ظاہر ہوئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آخر میں مشتبہ ہو گئی۔ اب وہ روشنی محبّت اور صُلح کے پیغام کے ذریعہ ظاہر ہوئی ہے۔ اس وجہ سے وہ دائمی ہوگی۔ اور کبھی نہ بُجھے گی۔ اور کبھی وہاں سے نکالی نہ جائے گی۔"

(الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۵۲ء صفحہ ۴)